وید اور قرآن کا مقابلہ

مصنفہ

مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ضلع گورداسپور

حسب فرمائش

کتب خانہ اسلامی پنجاب لاہور

سنہ ۱۸۹۳ء

اسلامیہ پریس لاہور میں کرم بخش کے اہتمام سے طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آریا سماج والے جو خدا کے الہام اور کلام کو وید پر ختم کئے بیٹھے ہین - وہ بھی عیسائیون کی طرح قرآن شریف کی بے نظیری سے انکار کر کے - اپنے وید کی نسبت فصاحت بلاغت کا دعوے کرتے ہین - لیکن ہم اس امر کو بار بار غافل لوگون پر ظاہر کرنا فرض سمجھتے ہین - کہ قرآن شریف کی بے نظیری سے صرف وہ شخص انکار کر سکتا ہے جسکو یہ طاقت ہو کہ جو کچھ قرآن شریف کی وجہ بے نظیری اس کتاب مین بطور نمونہ درج کی گئی ہین کسی دوسری کتاب سے نکالکر دکھلا سکے سو اگر آریا سماج والون کو اپنے وید پر یہ امید ہے کہ وہ قرآن شریف کا مقابلہ کر سکے گا تو انہین بہی اختیار ہے - کہ وید کا زور دکھلاوین - مگر صرف دعوے ہی دعوے کرنا - اور اوباشانہ باتین منہ پر لانا نیک طینت آدمیون کا کام نہین انسان کی ساری شرافت اور عقل اس مین ہے کہ اگر اپنے دعوے پر کوئی دلیل ہو تو پیش کرے - ورنہ ایسا دعوے کرنے سے ہی زبان بند رکھے - جسکا ماحصل بجز فضول گوئی اور ژاژخائی اور کچھ بہی نہین - سمجھنا چاہیے کہ قرآن شریف کی بلاغت ایک پاک اور مقدس بلاغت ہے - جسکا مقصد اعلیٰ یہ ہے کہ حکمت اور راستی کی روشنی کو فصیح کلام مین بیان کر کے تمام حقایق اور دقایق علم دین ایک موجز اور مدلل عبارت میں بہر دیے جائین اور جہان تفصیل کی اشد ضرورت ہو وہان تفصیل ہو - اور جہان اجمال کافی ہو وہان اجمال ہو اور کوئی صداقت دینی ایسی نہ ہو جسکا مفصلاً یا مجملاً ذکر نہ کیا جائے اور باوصف اِس کے

ضرورت حفظ کے تقاضا سے ذکر ہو نہ غیر ضروری طور پر اور پہر کلام بھی ایسا فصیح اور بلیغ
اور متین ہو کہ جس سے بہتر بنانا ہر گز کسی کے لیے ممکن نہو - اور پہر وہ کلام روحانی
برکات بھی اپنے ہمراہ رکھتا ہو - یہی قرآن شریف کا دعوےٰ ہے جس کو اُس نے
آپ ثابت کر دیا ہے - اور جا بجا فرما بھی دیا ہے کہ کسی مخلوق کے لیئے ممکن نہین کہ
اُس کی نظیر بنا سکے - اب جو شخص منصفانہ طور پر بحث کرنا چاہتا ہے - اس پر یہ امر پوشیدہ
نہین کہ قرآن شریف کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے ایسی کتاب کا پیش کرنا ضروری ہے
جس مین وہی خوبیان پائی جائین - جو اُس مین پائی جاتی ہین - سچ ہے کہ وید مین
شاعرانہ تلازمات پائے جاتے ہیں - اور شاعرون کی طرح انواع و اقسام کے استعارات
بھی موجود ہین - مثلاً رگ وید میں ایک جگہہ آگ کو ایک دولتمند فرض کر لیا ہے جیسکے
پاس بہت سے جواہرات ہین اور اُس کی روشنی کو جوہر تابان سے تشبیہ دی ہے بعض
جگہ اُسکو ایک سپہ سالار مقرر کیا ہے - جس کی کالی جھنڈی ہے - اور دھوئین کو جو آگ
پر اُٹھتا ہے ایک علم سیاہ ٹھہرالیا ہے - ایک جگہ اُس حرارت کو جو بخارات مائی کو اُٹھاتی
ہے - چور مقرر کیا ہے اور اُسکا نام بلحاظ قوت ماسکہ ورترا رکھا ہے - اور بخارات کو گوبن ٹھہرایا
ہے - اور اندر جس سے وید میں آسمان کا فضا اور خاص کر کے کرۂ زمہریر مراد ہے اُسکو اُس
مثال میں قصاب سے تشبیہ دی ہے اور لکھا ہے کہ جسطرح قصاب گائے کے گوشت کو
ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے - اسی طرح اندر نے ورترا کے سر پر ایسا بجر مارا جو اُسے ٹکڑے ٹکڑے
کر دیا - اور پانی قطرہ قطرہ ہو کر بہ نکلا - لیکن ظاہر ہے کہ اس قسم کے تلازمات کو قرآن شریف
سے کچھ بھی مناسبت نہیں صرف شاعرانہ خیالات ہیں اور پہر بھی ایسے قابل تعریف اور
با وقعت نہین بلکہ اکثر مقامات سخت نکتہ چینی کے لایق ہین مثلاً استعارہ مذکورہ بالا جمیں
اندر کو ایک بوچڑ سے تشبیہ دی ہے جسکا کام گائے کا گوشت فروخت کرنا ہے یہ ایک
ایسا مضمون ہے کہ جو لطیف طبع شاعروں کے کلام میں ہر گز نہیں آسکتا - کیونکہ شاعر
کو یہ بھی خیال کر لینا لازم ہے کہ میرے اس مضمون سے عام لوگ کراہت تو نہیں کریں گے
مگر اس شروتی میں یہ خیال نظر انداز ہو گیا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ ہندو لوگ جو وید کے مخاطب

ہیں وہ گائے کے گوشت کا نام سننے سے متنفر ہیں۔ اور اُن کی طبیعتوں پر ایسا ذکر سخت گراں گذرتا ہے کہ پھر اندر کو جو وید میں ایک بزرگ دیوتا مقرر ہو چکا ہے۔ بوچڑ سے تشبیہ دینا۔ اور بعد بزرگ قرار دینے کے پھر اس کی ہجو ملیح کرنا شائستگی کلام سے بعید اور ایک طرح کی بے ادبی ہے۔ ماسوا اس کے اس تشبیہ میں ایک اور بھی نقص ہے۔ وہ یہ ہے کہ تشبیہ اُس امر میں چاہیے کہ مشہور اور معروف ہو پس یہ کہنا کہ اندر نے ورترا کو ایسا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جیسے بوچڑ گائے کے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے۔ یہ تشبیہ فن بلاغت کے رو سے تب درست بیٹھتی ہے کہ جب یہ ثابت ہو کہ وید کے زمانہ میں عام طور پر گائے کا گوشت بازاروں میں بکتا تھا۔ اور بوچڑ لوگ ٹکڑے ٹکڑے کر کے وہ گوشت آریہ لوگوں کو دیتے تھے۔ مگر حال کے آریہ لوگ ہرگز اس کے قایل نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ کلام میں ایسی تشبیہ بیان کرنا جسکا خارج میں وجود ہی نہیں بلکہ جس سے لوگ متنفر ہیں دائرہ فصاحت و بلاغت سے بالکل خارج ہے۔ اگر ایک لڑکا بھی اپنے کلام میں ایسی تشبیہ بیان کرے تو وہ دانشمندوں کے نزدیک قابل ملامت اور سادہ لوح ٹھہرتا ہے کیونکہ تشبیہ کا لطف تب ہی ظاہر ہوتا ہے کہ جب مشابہت ایسی ظاہر ہو۔ کہ جس چیز سے تشبیہ دی گئی ہے سامعین اُس سے بخوبی واقفیت رکھتے ہوں۔ اور اُن کی نظر میں وہ چیز بدیہی الظہور اور مسلم الوجود ہو۔ اور نیز اُن کی طبیعتیں بھی اُس کے ذکر سے کراہت نکرتی ہوں۔ لیکن کون ثابت کر سکتا ہے کہ وید کے زمانہ میں ہندوں میں گائے کا گوشت بیچنا اور خریدنا اور کھانا ایک عام رواج تھا جس سے آریہ قوم کو نفرت نہ تھی۔ اور اگر یہ بھی خیال کیا جائے کہ خود وید کا ہی ذکر کرنا اس رواج پر ثبوت ہے تو ایسا خیال کرنے سے بھی بکلی اعتراض مرتفع نہیں ہو سکتا کیونکہ گائے لہو اور گوشت سے پانی کو عمدہ مشابہت حاصل نہیں ہاں گائے کے دودھ کو مصفا پانی سے مشابہت حاصل ہے سو اگر مثلاً رگوید سنتھا اشٹک اول سکت ۱۱ کی پیشرتی جس میں یہ لکھا ہے (اے اندر ورترا پر اپنا بجر چلا۔ اور اسے ایسا ٹکڑے ٹکڑے کر جیسے بوچڑ گائے کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے) اس طرح پر ہوتی کہ جب اندر نے اپنے بجر سے ورترا کو دبایا تو اس میں سے اس طرح پر پانی بہ نکلا جیسے شیر دار گائے

کا پستان دبانے سے دودھ نہ نکلتا ہے۔ تو وہ تلازم جسکا بیان کرنا مقصود تھا وہ بھی قایم رہتا اور تشبیہ بھی نہایت مطابق ہو جاتی ماسوا اسکے اکسی طبیعت کو اُس تشبیہ سے نفرت نہیں ہوتی کیونکہ ہندو لوگ بھی بلا دغدغہ گاے کا دودھ پی لیتے ہیں۔

قطع نظر ان سب باتوں کے ایسے شاعرانہ تلازمات میں ہماری بحث ہی نہیں۔ اور قرآن شریف کے سامنے اِن لغویات کا ذکر کرنا ایک بیہودہ حرکت اور ناحق کی دردسر ہے۔ جس بلاغت حقیقی کو قرآن شریف پیش کرتا ہے وہ تو ایک دوسرا ہی عالم ہے جس سے لغو اور جھوٹ اور بیہودہ باتوں کو کچھ بھی تعلق نہیں بلکہ حکمت اور معرفت کے بے انتہا دریا کو اقل اور ادل عبارت میں بالتزام فصاحت و بلاغت بیان کیا ہے اور جمیع دقایق الہیات پر احاطہ کر کے ایسا کمال دکھلایا ہے جس سے انسانی قوتیں عاجز ہیں لیکن وید کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کیا تحریریں لادیں جس میں بجاے حقایق و معارف کے طرح طرح کے گمراہ کرنے والے مضمون موجود ہیں۔ کروڑ ہا بندگان خدا کو مخلوق پرستی کی طرف کس نے جھکایا؟ وید نے۔ آریوں کو صد ہا دیوتوں کا پرستار کس نے بنایا؟ وید نے۔ کیا اُس میں کوئی ایسی شُرتی بھی ہے جو کہ صاف صاف اور واشگاف طور پر مخلوق پرستی سے منع کرے۔ اور سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے روکے اور اُن تمام شُرتیوں کو جو مخلوق پرستی کی تعلیم پر مشتمل ہیں محل اعتراض ٹھہراوے۔ کوئی بھی نہیں پھر وہ بلاغت جو حق اور حکمت کی روشنی دکھلانے پر منحصر ہے کیونکر اسکو نصیب ہو سکتی ہے کیا ہم ایسے کلام کو بلیغ کہہ سکتے ہیں جس کی نسبت دعوی کیا جاتا ہے کہ اُسکا مقصود اصلی شرک کا مٹانا اور توحید کا قایم ہے لیکن وہ گونگوں کی طرح اُس دعوی کو بہ پایہ صداقت پہنچانے سے عاجز رہا ہے ہر ایک عاقل جانتا ہے کہ وجود بلاغت میں سے نہایت ضروری ایک وجہ یہ ہے کہ جس بات کا ظاہر کرنا اور کھولنا مقصود ہو اُسکو اس طرح کھولکر بتلایا جاوے کہ طالب حق کی تسلی کے لیے کافی ہو۔ اور سب کو معلوم ہے کہ وہی شخص فصیح کہلاتا ہے جو کہ اپنے مطلب کو ایسے عمدہ طور پر ادا کرے کہ گویا اپنے مافی الضمیر کا نقشہ کھینچکر دکھلا دے

اب اگر آریا صاحبوں کا دعوے یہ ہوتا۔ کہ وید کا اصلی مطلب مخلوق پرستی کی تعلیم ہے تو شاید
اس کی نسبت گمان ہو سکتا تھا کہ وہ بلاغت کے درجہ سے بکلی ساقط نہیں۔ کیونکہ گو وید نے
حقیقی بلاغت کے مذاق پر مخلوق پرستی پر کوئی دلیل بیان نہیں کی اور اُسکو ثابت کر کے
نہیں دکھلایا مگر تاہم واضح کلام سے کہ بلاغت کی ایک جزء ہے۔ اپنا منشا دیوتاؤں کی پوجا
کی نسبت کھولکر بیان کر دیا۔ اور اگنی اور وایو اور اندر وغیرہ کی تعریف میں صد ہا منتر
جنتر بنا ڈالے۔ اور ان چیزوں سے گوئیں اور گھوڑے اور بہت سامال ہی مانگا لیکن اگر
یہ دعوے کیا جائے کہ وید نے اپنی قوت بیانی اور کمال بلاغت سے توحید کے بیان کرنے
میں زور لگایا ہے اور مشرکین کے اوہام اور وساوس کو دلایل واضحہ سے مٹایا ہے اور
جو جو براہین اقامت توحید اور ازالہ شرک کے لیے ضروری ہیں وہ سب بیان کیے ہیں
اور وحدانیت الٰہی کو ثابت کر کے دکھلایا ہے اور آگ وغیرہ کی پرستش سے منع کیا ہے
تو یہ دعویٰ کسیطرح سرسبز نہیں ہو سکتا۔ کون اس بات کو نہیں جانتا کہ وید کے مضمون
اسی کی طرف جھکے ہوئے ہیں کہ تم آگ کی پرستش کرو۔ اندر کے بھجن گاؤ سورج کے
آگے ہاتھ جوڑو۔ اب ظاہر ہے کہ جس حالت میں بقول تمہارے وید کا یہ منشا تھا کہ توحید
کو بیان کرے اور سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے روکے اور مشرکوں کو توحید کے درجہ
تک پہنچا وے اور بگڑے ہوئے لوگوں کو اصلاح پر لاوے۔ اور مخلوق پرستوں کو خدا
پرست بنا دے۔ اور اہل شرک کے تمام وساوس مٹا دے لیکن بجائے اُسکے کہ وہ اپنے
اس منشا کو پورا کرتا جابجا اُس کے بیان سے مخلوق پرستی کی تعلیم جمتی گئی جس تعلیم نے
کروڑوں کی کشتی کو ڈبویا۔ لاکھوں کو ورطۂ شرک و کفر میں غرق کیا ایک جگہ بھی منھ
کھولکر وید نے بیان نہ کیا کہ مخلوق پرستی سے باز آجاؤ آگ وغیرہ کی پوجا مت کرو بجز
خدا کے اور کسی چیز سے مرادیں مت مانگو خدا کو بے مثل و مانند سمجھو اس صورت میں ہر ایک
عاقل آپ ہی انصاف کرے کہ کیا فصیح کلام کی یہی نشانیاں ہوا کرتی ہیں کہ مافی الضمیر
کچھ ہے اور منھ سے کچھ اور ہی نکلتا جاتا ہے اسقدر لغو بیانی تو بیجا نین اور سلوب الحواس
کے کلام میں نہیں ہوتی۔ وہ بھی اسقدر قوت بیانی رکھتے ہیں کہ اپنا دلی منشا ظاہر کر

دیتے ہیں جب پانی کی خواہش ہو آگ نہیں مانگتے اور اگر روٹی کی طلب ہو تو پتھر نہیں طلب
کرتے۔ مگر میں حیران ہوں کہ وید کی بلاغت کس قسم کی بلاغت ہے۔ جسکا منشا تو
توحید تھا مگر برخلاف اسکے صدہا دیوتاؤں کا جھگڑا شروع کر دیا جو کلام اپنا منشا ظاہر کرنے سے
بھی عاجز ہے۔ خدا نکرے کہ وہ فصیح و بلیغ ہو۔ کلام بلیغ میں ایسی خرابی کب پڑ سکتی ہے کہ جو امر
اصل مقصود بالذات ہو وہی صفائی اور شایستگی سے بیان نہ ہو سکے۔ بلاغت کی اول شرط یہی ہے
کہ متکلم اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے پر بخوبی قادر ہو اور جس امر کو ظاہر کرنا چاہے ایسا صفائی سے
ظاہر کرے کہ کوئی شبہ باقی نہ رہ جائے۔ گونگوں کی طرح مبہم اور بے سر و پا بات نہ کہے ہاں
جس بات کو مخفی رکھنا اور بطور اسرار بیان کرنا مصلحت ہو اسکو مخفی طور پر بیان کرنا ہی بلاغت
ہے۔ مگر توحید جس سے کل معاملہ نجات کا وابستہ ہے ایسا امر نہیں ہے جسکو مخفی رکھنا جائز ہو
پس یہ کہنا ہی درست نہیں ہے کہ وید نے بالارادہ مضمون توحید کو چیستوں اور پہیلیوں کی
طرح بیان کیا ہے اور دانستہ دھوکہ دینے والی عبارتیں درج کی ہیں کیونکہ اس سے یہ ماننا پڑیگا
کہ وید نے عمداً چندیں کروڑ آدمیوں کو ورطہ ہلاکت میں ڈالنا چاہا۔ اور جان بوجھ کر ایسی
عبارتیں لکھی ہیں جن کے پڑھنے سے مخلوق پرستی کی تعلیم پھیلتی ہے بلکہ اس صورت میں
عام ہندوں کی یہ رائے درست ہوگی کہ وید کا دلی منشا یہی تھا کہ آریا قوم کو دیوتاؤں کا پجاری
بنا دے۔ اور اگر وید کا دلی ارادہ مخلوق پرستی کے برخلاف تھیں تو پھر یہ کہنا پڑیگا کہ اُسکو بات کرنے
کا سلیقہ بالکل یاد نہیں۔ اور اُس میں یہ لیاقت ہی نہیں کہ اپنے منشا کو مخاطبین پر اچھی طرح ظاہر
کر سکے تو اس صورت میں وید کا بلاغت کے مرتبے سے ساقط ہونا ایسا ظاہر ہے کہ حاجت بیان
نہیں۔ ایسے کلام کسی عاقل کے نزدیک بلیغ و فصیح نہیں کہلا سکتے جسکے الفاظ معانی پر دلالت نہیں
کرتے بلکہ برخلاف مراد اور اور مفاسد کی طرف کھینچتے ہیں جس شرتی پر نظر ڈالکر دیکھو بجائے
رہبری کے رہزنی کر رہی ہے یہ خوب بلاغت ہے۔ اور عجب فصاحت مافی الضمیر سمجھانے کا
طریق ہی وید ہی پر ختم ہے۔ یوں تو کسی صاحب کو شاید یقین نہ آوے۔ مگر ہم بطور نمونہ رگ وید
میں سے جو کہ سب ویدوں میں اعلیٰ اور افضل شمار کیا جاتا ہے کسی قدر ایسی شرتیاں لکھتے ہیں
جنکی نسبت آریاؤں کا خیال ہے کہ ان میں توحید کی تعلیم ہے اور پھر بعد اُس کے کسی قدر تر

بطور نمونہ وہ آیات لکھی گئی ہیں جو قرآن شریف نے توحید کے بارے میں لکھی ہیں تاکہ ہر ایک کو معلوم
ہو کہ وید اور فرقان میں سے کس نے مسئلہ توحید کو صفائی و شائستگی و ریزور بیان اور بلیغ تقریر
میں بیان کیا ہے اور کس کا بیان مہمل اور بے سر و پا اور طرح طرح کے شکوک اور شبہات
میں ڈالتا ہے کیونکہ جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں بلاغت کے آزمانے کے لیے یہی سہل طریق ہے کہ
جن دو کلاموں کا موازنہ و مقابلہ منظور ہو ان کی قوت بیانی کو دیکھا جائے کہ کس مرتبہ تک ہے
اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے کے لیے کیسی کیسی موشگافی و دقیقہ رسی انہوں نے کی ہے
اور کہاں تک اپنے مدلل اور موجز بیان سے جہل کی تاریکی کو اٹھانے کے لیے علم کی روشنی دکھلائی ہے
اور وحدانیت الٰہی کی خوبیاں اور شرک کی قباحتیں ظاہر کی ہیں لیکن اگر کسی کو یہ شک ہے
کہ شاید رگ وید میں ایسی شرتیاں بھی ہونگی جو بیان توحید میں قرآن شریف کا مقابلہ کر
سکیں تو اسے اختیار ہے کہ وہی شرتیاں بید مذکور سے بیان کرے۔ تا آریا لوگ جو رگ وید
رگ وید کر رہے ہیں سب ویدوں سے پہلے اسی کا فیصلہ ہو جائے اس جگہ یہ بھی یاد رہے
کہ قرآن شریف کی بے نظیر بلاغت اور اُسکے ہزارہا دقایق و حقایق جن کے مقابلہ پر انسانی قوتیں
ساقط و عاجز ہیں اپنے موقعہ پر ذکر کیے جائینگے اس جگہ صرف بعض آریوں کے اصرار سے جو
بمقابلہ قرآن شریف وید کی بلاغت کا دعوے کرتے ہیں کسیقدر آیات قرآنی اس غرض سے
لکھی جاتی ہیں تاکہ اُن کی زبان درازی کو ایسے آسان طور پر روکا جائے جس سے منصفین
پر وید کا بالکل ہیچ اور ناچیز ہونا کھل جائے۔ اور یہ بات ظاہر ہو جائے کہ وید میں اسقدر قوت
بیانی بھی نہیں کہ وہ اپنے منشا و مراد کو صفائی سے بیان کر سکے چہ جائیکہ اسکو قرآن شریف
کی اعلیٰ بلاغتوں کے ساتھ دم مارنے کی طاقت ہو کیونکہ اس موقعہ سے ہر ایک منصف سمجھ
سکتا ہے۔ کہ جو کتاب اپنے مطلب کو صفائی سے بھی بیان نہیں کر سکتی اُسپر اور مراتب بلاغت
و فصاحت کی توقع رکھنا کمال حماقت ہے۔ اگر وید اس سہل اور آسان طریق میں مقابلہ
قرآن شریف کر سکیگا تو پھر شاید وہ اُن دقایق قرآنیہ میں بھی مقابلہ کر سکے جن میں قرآن شریف
کا یہ دعوے ہے کہ اُس کے مقابلہ سے دوسری تمام کتابیں عاجز ہیں۔ لیکن اگر اسی جگہ
آریا صاحبوں کا وید مردہ کی طرح بے حس و حرکت رہگیا اور ایک ذرا سی بات میں بھی قرآن شریف

کے سامنے دم نہ مار سکا تو پھر ایسے وید پر ناز کرکے یہ خیال کرنا کہ وہ قرآن شریف کے اعلیٰ حقایق و دقایق کا مقابلہ کریگا کمال درجہ کی نادانی ہے۔ اور اس جگہہ یہ بھی ناظرین پر ظاہر کیا جاتا ہے کہ چونکہ محققین ہنود نے اُپنشدوں کو ویدوں میں داخل نہیں سمجھا۔ اور نہ اپنے پرمیشر کا کلام اُنکو قرار دیا ہے بلکہ صاف صاف یہ رائے ظاہر کی ہے کہ وہ بعض لوگوں کے اپنے ہی خیالات ہیں جیسا کہ پنڈت دیانند کی بھی یہی رائے ہے اور تمام نامی اور لایق فایق پنڈت اسی رائے پر متفق ہیں۔ اس لیے غیر ضروری معلوم ہوا کہ اُپنشدوں کے مضامین کی تفتیش کی جائے۔ کیونکہ جب وہ عبارتیں وید میں داخل ہی نہیں ہیں۔ بلکہ باقرار پنڈت دیانند اور دوسرے محققین کے وید کی تعلیم کے مطابق بھی نہیں ایک فضول اور بے تعلق حواشی ہیں کہ جو بعض ناسمجھ برہمنوں نے پیچھے سے چڑھا دیئے ہیں تو اس صورت میں گو اپنشدوں میں کیسی ہی غلطیاں کیوں نہوں مگر اس جگہ اُنکا بیان کرنا محض طول بلاطایل ہے۔ ہاں خالص ویدوں میں سے جنکو آریا لوگ اپنے پرمیشر کا کلام اور ست ودیاؤں کا پستک سمجھ رہے ہیں۔ کسیقدر شرتیاں بطور نمونہ بیان کرنا قرین مصلحت ہے۔ سوم رگوید میں سے کئی ایک شرتیان جنکی نسبت آریوں کا خیال ہے کہ توحید کی تعلیم دیتی ہیں ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

میں **اگنی دیوتا** کو جو ہوم کا بڑا گردکارکن اور **دیوتاؤں** کو نذریں پہنچانے والا اور بڑا ثروت والا ہے مہما کرتا ہوں۔ ایسا ہو کہ **اگنی** جسکا مہما زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے رشی کرتے چلے آئے ہیں **دیوتاؤں** کو اس طرف متوجہ کرے۔ اے **اگنی** جو دو لکڑیوں کے باہم رگڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس پاک کٹے ہوئے کشا پر **دیوتاؤں** کو لا تو ہماری جانب سے انکا بلانے والا ہے۔ اور تیری پرستش ہوتی ہے۔ اے **اگنی** آج ہماری خوش ذایقہ قربانی **دیوتاؤں** کو اُن کے کھانے کے واسطے پیش کر۔ اے **اگنی** **وایو** **سورج** وغیرہ **دیوتاؤں** کو ہماری نذر پیش کر۔ اے بے عیب **اگنی** تو منجملہ اور دیوتاؤں کے ایک ہوشیار دیوتا ہے تو اپنے والدین کے پاس رہتا ہے اور ہمیں اولاد عطا کرتا ہے تمام دولتوں کا تو ہی بخشنے والا ہے **اگنی** کا مبارک نام لیکر پکارو جو کہ سب سے پہلا

دیوتا ہے۔ اے اگنی سرخ گھوڑوں کے سوامی ہمارے استت سے پرسن ہو ۳۳ دیوتاؤن
کو یہاں لا۔ اے اگنی جیسا کہ تو ہے لوگ اپنے گھروں میں تجھے محفوظ جگہہ میں ہمیشہ روشن
کرتے ہیں تو جو سب کی زندگانی کا باعث ہے ہمارے فایدے کے لیئے دولت والا ہو جا۔
اے عاقل اگنی تو نپایت ہے یعنے اپنے جسم کا آپ جلانے والا ہے آج ہماری خوش ذایقہ
قربانی دیوتاؤن کو اُن کے کھانے کے لیئے پیش کر۔ اگنی دیوتا جو کہ ہمیشہ جوان رہتا
ہے بڑا عاقل ہے اور یگ کرنے والے کے گھر کا محافظ ہے۔ اور نذروں کا لیجانے والا ہے جسکا
منہ دیوتاؤن تک نذرین پہنچانے کا وسیلہ ہے۔ اور گھر کی آگ سے روشن ہوا ہے
لازوال اگنی اپنی خوراک کو اپنی لاٹ سے ملاکر اور اُسکو جلدی سے تناول کرکے خشک
لکڑی پر چڑھ گئی ہے جلانے والے عنصر کا شعلہ چالاک گھوڑے کی مانند پھیلتا ہے اور بادل کی
مانند بلند ہو کر گرجتا ہے۔ اے اگنی یگ جسکو کوئی نہیں روک سکتا اور جسکی تو ہر طرف سے
رکھشا کرنے والا ہے۔ دیوتاؤن کو پہنچتا ہے۔ اے اگنی جسقدر تیرے سے ہو سکے اپنی
نذر دینے والے کو فایدہ پہنچا۔ وہ یقیناً تیرے ہی پاس اے اینگرا واپس آویگا اگنی کے
وسیلے سے پوجاری کو ایسی آسودگی حاصل ہوتی ہے جو روز بروز بڑہتی جاتی ہے اور جو
شہرت کا چشمہ اولاد انسان کی نسل بڑھانیوالی ہے اے اندر اے وایو یہ اگستھا تمہارے
واسطے چھڑکا لیا ہے ہمارے واسطے کھانا لیکر ادہر آؤ۔ اے اندر جس کی استت سب کرتے
ہیں ایسا ہو کہ پھیلنے والے سوم کا رس تیرے میں سرایت کرے۔ اور تجھے فہم برتر حاصل کرنے
کیلیے قوی تر ہو جو کچھ عمدہ تعریفین اور دیوتاؤن کی ہو سکتی ہیں اُن سب کا اندر ہی
مستحق ہے۔ جو لوگ اندر کا دھیان کرتے ہیں خواہ لڑائی میں یا حصول اولاد کے لئے
اور عاقل جو فہم کے طالب ہیں سب کی آرزو پوری ہوتی ہے۔ اندر کا شکم سوم کا رس کثرت
سے پینے کے باعث سمندر کی مانند پھولتا ہے۔ اور تالو کی نمی کی مانند ہمیشہ تر و تازہ
اندر سب دیوتاؤن سے طاقت میں زیادہ ہے۔ اور تمام دیوتاؤن پر اُسکو فوقیت حاصل
ہے بڑے دیوتاؤن کو نمشکار چھوٹے دیوتاؤن کو نمشکار نوجوان دیوتاؤن کو نمشکار بوڑھے
دیوتاؤن کو نمشکار ہم سب دیوتاؤن کی حتے المقدور پوجا کرتے ہیں۔ اے اندر

وسیکا رشی کے پوتر جلدآ اور مجھ رشی کو بڑا مالدار کر دے۔ (تمام پرانون کے شجرہ
میں لکھا ہے کہ کوسیکا کا بیٹا وشوامتر تھا۔ اور سیاناوید کا بہاشیکار اسکی وجہ بیان کرنے
کو کہ اندر کوسیکا کا کیونکر پوتر ہو گیا یہ قصہ بیان کرتا ہے جو کہ وید کے تتمہ انوکرا مینکا میں
مندرج ہے کہ کوسیکا اشرا تھا کے پوتر نے یہ دل میں خواہش کر کے کہ اندر کی توجہ سے میرا
بیٹا ہو تپ جپ اختیار کیا تھا جس تپ کی جلدو مین خود اندر ہی نے اس کے گھر جنم لے لیا
اور آپ ہی اسکا بیٹا بن گیا۔ اندر نے جسکی بہت انسان تعریف کرتے ہین متحرک ہوا ان کے
ہمراہ وسیون اور سیمیوں پر یعنے راکشون پر حملہ آور ہو کر اپنے بجر سے اُن کو قتل کیا۔ من بعد
اُس نے اپنے گورے ہمراہیوں پر کھیت تقسیم کر دی اور سورج اور پانی کو رہا کیا۔ (اس جگہ
گورے ہمراہیوں سے مراد جیسا کہ طرز وید کے تلازمات کی ہے پانی کے قطرے ہیں اور مطلب اس
شرتی کا یہ ہے کہ کرہ زمہر یری تا تیر سے قطرات پانی جو شکل میں گورے گورے معلوم ہوتے
ہیں بادل سے مترشح ہو کر کھیتون پر گر پڑے بعض کسی کھیت پر بعض کسی کھیت پر اور سب
پانی بہ گیا۔ اور سورج نکل آیا۔ فرنگستانی مفسرون نے یہ معنے کیے ہین۔ کہ آندر نے زعم
آریا لوگون کے آریا قوم پر جو بہ نسبت قدیم باشندون کے گورے رنگ کے تھے کھیت اُن
قدیم لوگون کی تقسیم کر دی۔ مگر یہ معنے درست نہین ہین۔ وید کا سیاق سباق صریح انکے
برخلاف ہے۔ اے اندر تیرے ہی سبب سے خوراک کی ہر جگہ کثرت ہے اور وہ بآسانی دستیاب
ہو سکتی ہے اے بجر کے گھمانے والے چراگاہون کو سر سبز کر دے۔ اور بہت دولت عطا کر
ہم اندر کی طرف اُسکی شفقت اور دولت اور کامل طاقت حاصل کرنے کے لیئے رجوع
ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ طاقتور اندر دولت بخش کر ہماری رکشا کرنے کے قابل ہے۔ اے
سورج اور چاند ہمارے یگ کو کامیاب کرو اور ہماری قوت زیادہ کرو تم بہت
آدمیون کے فایدہ کے واسطے پیدا ہوئے ہو بہتون کو تمہارا ہی آسرا ہے۔ سورج کے
نکلنے پر ستارے معدات کے چورون کی مانند بھاگ جاتے ہیں ہم سورج دیوتا کے
پاس جاتے ہیں جو دیوتاؤن درمیان نہایت عمدہ دیوتا ہے۔ اے چاند ہمین ہمیشہ
بچا گناہ سے محفوظ رکھ۔ ہمارے توکل سے خوش ہو کر ہمارا دوست ہو جا ایسا ہو کہ تیری

قوت زیادہ ہو۔ اے چاند تو دولت کا بخشنے والا ہے اور مشکلون سے نجات دینے والا ہے
ہمارے مکان پر دلیر بہادرون کے ہمراہ آ۔ اے **چاند** اور **اگنی** تم مرتبے مین برابر ہو ہماری
تعریفون کو آپس مین بانٹ لو۔ کیونکہ تم ہمیشہ دیوتاؤن کے سردار ہی ہو مین **جل دیوتا**
کو جس مین ہمارے مویشی پانی پیتے ہیں بلاتا ہون اور وہ دریا جو بہ رہے ہین انکو نذرین چڑہانی
چاہیین۔ ایسا ہو کہ وہ جل جو سورج کے قریب ہین اور وہ جو سورج کے شریک رہتے ہین
ہماری اس ریت پر مہربان ہون۔ اے **دھرتی دیوتا** ایسا ہو کہ تو بہت وسیع ہو جائے تجھ
پر کانٹے نہ رہیں اور تو ہمارے رہنے کی جگہ ہو جائے۔ اور ہمیں بڑی خوشی دے ایسا ہو
کہ **ورونا دیوتا** ہمارا خاص مہربان ہو جائے۔ ایسا ہو کہ **متر دیوتا** ہماری نگہبانی
کرے ایسا ہو کہ بید دونون بلکہ ہمین دولت مند کر دین۔ اے **نشتری دیوتا** اور تیری
بی بی یگ کے **دیوتاؤن** سے ہماری سفارش کرو۔ اے **اگنی دیوتاؤن** کو یہاں لا
انکو یہین جگہہ بٹھا اور انہین آراستہ کر اور تو **رتو دیوتا** کا ہم پیالہ ہو۔ اے **اگنی** سرخ
گھوڑون کے سوامی یعنی لال لاٹون والے ہم سے خوش ہو کر **تینتیس دیوتاؤن** کو یہان
لا ہم **اگنی** کے جو مذہبی رسوم مین روشن کی جاتی ہے پرستش کرتے ہین عاقلون نے
تجھے اے **اگنی** تجھے **دیوتاؤن** کا بلانے والا کار کن پروہت بڑی دولت بخشنے
والا جلد سننے والا اور بہت مشہور پاکر اپنے یگوں میں رکھا ہے۔ **اگنی** ہوا سے بھڑک کر اور
مشتعل ہو کر بڑی بڑی لکڑیون مین بآسانی گھس جاتی ہے۔ اے اگنی جب تو سانڈھ کی طرح
بن مین گھس جاتی ہے تب تو جس طرف جائے تیرا راستہ سیاہ ہوتا جاتا ہے یعنے لکڑیون
کو جلا کر بھسم کرتی جاتی ہے۔ اور سب چیزون کو جو آگے آتی ہین خواہ ساکن ہون یا متحرک
جلا دیتی ہے۔ مین اگنی کی جو ہر قسم کی دولت کا دینے والا ہے پوجا کرتا ہون۔ **اگنی**
جسمین ایسی روشنی ہے جو کہ اور کو حاصل نہیں ہوسکتی وہ یگ کے مکان میں سب کی زیبایش
ہے جیسے گھر کی زیبایش عورت ہوتی ہے۔ **اگنی** جو بن مین پیدا ہوا ہے اور انسان کا
دوست ہے اپنے پوجاری کی اس طرح حفاظت کرتا ہے جیسے راجہ لئیق آدمی پر مہربانی کرتا ہے
ایسا ہو کہ وہ ہمپر مہربان ہو جب اے **اگنی دیوتا** تو خشک لکڑی کے رگڑنے

سے پیدا ہوتی ہے تب تمام تیرے پوجاری پاک رسم ادا کرتے ہین ایسا ہو کہ وہ اگنی جو
رنگ برنگ روشنی کی مالک ہے۔ اِس اپنے پوجاری کی خواہشون کو غور سے سنے ہمیشہ
انگلیان پیاری اگنی سے ایسی محبت کرتی ہیں جیسے عورتیں اپنے خاوندوں سے کرتی ہین اے
اگنی جب کہ پجاری تجھے اپنے گھر میں روشن کرتا ہے اور تجھے بھوگ لگاتا ہے جس کی وہ
ہر روز خواہش رکھتا ہے تو اے اگنی دو طرح سے زیادہ ہو کر اُسکی اوقات بسری کے لوازم
زیادہ کرتی ہے۔ ایسا ہو کہ قوت ہاضمہ کی اگنی جو خوراک سے تعلق رکھتی ہے بھگتوں اور
ناموروں پوہتوں کی خدمت کرنے والے کو بطور چشمہ حرارت مردی کے دی جاوے اور ایسا ہو
اگنی سے اُسکا مضبوط اور بے عیب اور جوان اور فہیم لڑکا پیدا ہو۔ ایسا ہو کہ اے اگنی تیرے
دولتمند پوجاری بہت خوراک حاصل کرین ایسا ہو کہ وہ بدیادان جو تیری تعریف کرتے
ہیں اور تجھے روشن کرتے ہیں اُنکی عمر دراز ہو۔ ایسا ہو کہ ہم لڑائیون مین اپنے دشمنون سے
لوٹ حاصل کریں جل مین بوٹیان ہین اس واسطے اے برہم چاری جل کی تعریف
کرنے مین مستعد ہو۔ اے جل تمام بیماریوں کے کھونے والی بوٹیون کو میرے بدن کے فایدہ
کے واسطے پکا۔ اندر کا ہتھیار اُس کے مخالفون پر پڑا اپنے تیز اور عمدہ تیر سے اُس نے
اُن کے شہر غارت کیئے۔ تب اندر اپنا بجر لیکر ورترا کی جانب متوجہ ہوا اور اُسکو مار کر اپنی
طبیعت خوش کی۔ اے جنگل کے مالک پسندیدہ صورت والو تم دونون ہمارا شیرین
سوم کا رس مل پسند ارگون سمیت اندر کے واسطے طیار کرو۔ سوم کے رس کا بقیہ
کرچھون مین لاوٴ۔ اور اُسکو کُشا کی تیون پر چھڑکو۔ اور جو باقی بچے اُسکو گاے کی کھال
پر رکھدو یعنے ہتیلی پر جو کہ گاے کی کھال کا بنا ہوا ہوتا ہے اے سوم کی رس کے پینے والے
اندر گو ہم مستحق ہون پر تو ہمین ہزارہا عمدہ گوین اور گھوڑے دیکر مالامال کر۔ اے خوبصورت
اور طاقتور اندر خوراک کے مالک تیری شفقت ہمیشہ قایم رہتی ہے ہمین ہزارون
عمدہ گوین اور گھوڑے دے ہر ایک کو جو ہمین گالی دیتا ہے غارت کر ہر ایک جو ہمین
نقصان پہنچاتا ہے قتل کر اور ہمین ہزارون گھوڑے اور گوین دے اے اندر جو
ہماری بہتری میں راضی ہوتا ہے ایسا کر کہ ہمین خوراک بافراط ملے اور مضبوط اور بہت دودھ

پینے والی گوین ہمارے ہاتھ آوین جنکے باعث سے ہم عیش عشرت میں مشغول رہیں۔
اے اندر اور اگنی میں جو دولت کا خواہش مند ہون تم دونون کو اپنے دل مین رشتہ
دار اور قرابتی تصور کرتا ہون۔ اور اک جو تمنے مجھے عطا کیا ہے کسی دوسرے نے کبھی
نہیں دیا اور اسطرح بہرہ مند ہو کر مین نے یہ منتر جس مین مین نے اپنی خوراک کی خواہش
ظاہر کی ہے تمہاری تعریف میں بنایا ہے۔ اے اندر اور اگنی نعمتون کے عطا کرنے والو
خواہ پاتال لوگ برت لوگ یا سرگ لوگ جہان کہین تم ہو وہان سے یہان آؤ اور ارگ
پیو۔ اے اندر اور اگنی نعمتوں کے عطا کرنے والو خواہ سرگ لوگ پاتال لوگ یا
مرت لوگ جہان کہین تم ہو وہان سے یہان آؤ اور کھلا ہوا ارگ پیو اے اندر اور
اگنی تم بجر گھمانے والو شہرون کے غارت کرنے والو ہمین دولت عطا کرو۔ لڑائیون مین ہماری
مدد کرو۔ ایسا ہو کہ متر ا دیوتا۔ ورن دیوتا۔ ادتی دیوی۔ سمندر دیوتا
دھرتی دیوی۔ آسمان دیوتا۔ یہ سب ملکر ہماری اس دعا پر متوجہ ہون ملے
انسانون پر مہربانی کرنے والے اندر تو بھی مخلوق ہی ہے پر پیدایش کے وقت سے آج
تک کوئی تیرا نظیر نہین ہوا تو تینون لوگ اور تینون کرہ آتش اور تمام اس عالم کا جو
مخلوقات سے پُر ہے سہارا دینے والا ہے۔ اے اندر جو سب دیوتون میں اول درجہ کا
دیوتا ہے۔ ہم تجھے بلاتے ہین۔ تو نے لڑائیون مین فتوحات حاصل کی ہین ایسا ہو کہ
اندر جو کہ کارساز تند اور تمام مانع چیزون کا جڑھ سے اکھاڑنے والا ہے ہمارے رتبہ کو
لڑائیون مین سب سے آگے رکھے۔ تو اے اندر فتح کرتا ہے لیکن لوٹ کو نہین روکتا چھوٹی
چھوٹی لڑائیون مین اور بڑی سخت لڑائیون مین ہم تجھے اے خونخوار میگواہن اپنی حفاظت
کے لیئے تیز کرتے ہیں۔ ایسا ہو کہ اندر ہمارا ساتھی ہو۔ اور ایسا ہو کہ ہم سیدھے رستے
سے خوراک کثیر حاصل کرین۔ اور ایسا ہو کہ متر ا دیوتا۔ ورن دیوتا۔ ادتی دیوی
سمندر دیوتا۔ دھرتی دیوی اکاس دیوتا۔ ہمارے واسطے خوراک کی حفاظت
کرین ہم سوم کا ارگ اسکو جو بہت سی مہمات کا سر کرنے والا سب دیوتاؤن سے اچھا
دیوتا نعمتون کا عطا کرنے والا سچی طاقت والا بہادر اندر ہے جو دولت کا لحاظ کرتا ہے

اور اُس شخص سے دولت چھین لیتا ہے ۔ جو یگیہ نہین کرتا جیسے رہزن مسافر سے چھین
لیتا ہے ۔ اور اُسی یگیہ کرنے والے کو دیتا ہے جو چڑھاتے ہین اے اندر تیری سب تعریف
کرتے ہیں ۔ ایسی کرپا کر کہ اور لوگون سے ہمین نقصان نہ پہنچے ۔ تو بڑا طاقت والا ہے ۔
زیادتی و تعدی سے ہمیں محفوظ رکھ ۔ اے انسانون تمہاری ہر روزہ زندگی کا باعث
وہ اندر ہے جو صبح کی کرنون کے ساتھ بے عقل کو عقل دیتا ہے اور بے شکل کو شکل عطا کرتا
ہے ۔ تو نے اے اندر ہمراہی مروت دیوتا بنے ہوا جو ہر چیز کو اڑا لیجاتی ہے اور دشوار
گذار مقامون مین پہنچ سکتی ہے ۔ گوڈیکا کھوج لگایا جو غار مین چورون نے چھپا رکھی مین
ایسا ہو کہ اے مروت دیوتا تم دلبر اندر کے ہمراہ دونون خوشی مناتے ہوئے اور
یکسان شان و شوکت کے ساتھ نمودار ہو ۔ اے اجیت اندر ایسی لڑائیون مین ہماری
حفاظت کر کہ جہان سے بہت لوٹ ہمارے ہاتھ آوے ہم اندر کو جو ہمارے دشمنون کے
مقابلہ مین بجر کو گھماتا ہے ۔ اور جو ہمارا مددگار ہے بہت فارغ البالی اور بے شمار دولت
حاصل کرنے کے لیئے بلاتے ہیں ۔ اے مینہ کے برسانے والے تمام خواہشون کے پورا
کرنے والے اِس بادل کو کھولدے تو ہمیشہ ہماری درخواستین قبول کرتا رہا ہے مینہ
کے برسانے والا طاقت ور مالک اندر ہمیشہ درخواستین قبول کرنے والا انسانون کو
اپنی طاقت عطا کرتا ہے ۔ جیسے سانڈھ گوڈیکی دیوڑ کی حفاظت کرتا ہے ۔ ہم اے اندر
جو کہ ہر جگہ انسانون مین موجود ہے تجھے بلاتے ہیں ایسا ہو کہ تو صرف ہمارا ہی ہو جائے
اے اندر تیری حمایت کا ہمارے پاس ایک ذاتی ہتھیار ہے جسکے وسیلے سے ہم اپنے مخالفون
پر ظفریاب ہو سکتے ہیں ۔ اندر دیوتا بڑا طاقتور اور عالی رتبہ ہے ایسا ہو کہ قدر و منزلت
ہمیشہ بجلی بردار کے قبضہ میں ہے اُسکی جرار فوجین آسمان کی مانند ہمیشہ عظیم ہون
حقیقت مین اندر کے گانے کے لایق یا پڑھنے کے لایق تعریف بار بار کرنی چاہیے
تاکہ وہ سوما کا رس پیوے ۔ اے اندر دیوتا یہان آؤ اور اقسام اقسام کے ارگون
سے اور کھانے سے سیر ہو کر اور قوت حاصل کر کر اپنے دشمنون پر ظفریاب ہو ۔ اے اندر
نعمتون کے بخشنے والے اور اپنے پوجاریون کی وکشا کرنے والے مین نے تیری تعریف کی

ہے جو تجھ تک پہنچ گئی ہے۔ اور جسکو تو نے منظور کیا ہے۔ اے متمول اندر اس رسم
میں ہمیں دولت حاصل کرنے کے لیئے دلیر کر کیونکہ ہم مخفی اور مشہور ہیں۔ اے اندر
ہمیں بے اندازہ بے شمار اور لازوال دولت بخش جو مویشی اور خوراک اور زندگانی کا چشمہ ہے
اے اندر ہمیں نامور کر اور ایسی دولت دے جو ہزاروں طریقوں سے حاصل ہو۔ اور وہ
کھانے کی چیزیں جو کھیتوں سے چھکڑوں میں آتی ہیں عطا کر ہم اندر کو اپنے مال کی حفاظت
کے واسطے مدح کر کر بلاتے ہیں۔ ایسا اندر جو دولت کا مالک ہے۔ اور جسکی لوگ تعریف
کرتے ہیں اور جو یگ کرنے کی جگہ آمد و رفت رکھتا ہے۔ اے ستاکر تو اندر شام وید
کے پڑھنے والے تیری استت کرتے ہیں۔ رگ وید کے پڑھنے والے تیری تعریف کرتے
ہیں جو کہ تعریف کے لایق ہے اور ہمیں تجھے بانس کی طرح ملند کرتے ہیں اندر
نعمتیں بخشنے والا اپنے پوجاری کے مطلب سے واقف ہے جس نے پہاڑ کی چوٹیوں پر
سوم کا پودہ لا کر بہت پرستش کی ہے اس واسطے اندر مروت کی فوج کے ہمراہ آتا ہے۔
اے سوم کی رس پینے والے اندر اپنے بڑے ایال والے مضبوط اور خوبصورت گھوڑوں کو
جوت کر ہماری تعریفیں سننے کے لیئے یہاں آ۔ اے باسو دیوتا ہماری اس پوجا
میں اگر شامل ہو ہمارے منتر اور تعریف اور دعاؤں کو قبول کر ہمارے یگ پر مہربان ہو اور
بہت خوراک دے۔ منتر جو کہ ترقی کا باعث ہے اندر کی مہامیں بار بار پڑھنا چاہیے جو کہ
بہت سے دشمنوں کو پراگندہ کرنے والا ہے تاکہ بہ طاقت ور دیوتا ہم اور ہماری اور ہمارے
دوستوں سے شفقت سے بولے ہم اندر کی طرف اسکی شفقت اور دولت اور کامل طاقت
حاصل کرنے کے لیئے رجوع ہوتے ہیں کیونکہ وہ طاقتور اندر دولت بخش ہماری رکشا کرنے
کے قابل ہے۔ اے اندر جب کہ تو اپنے دشمنوں کو غارت کرتا ہے اسوقت آسمان اور
زمین تجھے سہارا نہیں دے سکتے مینہ برسانا تیرے اختیار میں ہے ہمیں بڑی فیاضی سے
گائیں عطا کر اے تعریف کے مستحق اندر ایسا ہو کہ ہم ہمیشہ تیری تعریف کرتے ہیں
ایسا ہو کہ اس تعریف سے۔ اے بڑی عمر والے تیری قوت زیادہ ہو اور ایسا ہو کہ یہ ہماری تعریف
تجھے پسند آوے۔ تاکہ ہمیں خوشی حاصل ہو۔ ہم اگنی کو جو دیوتاؤں کا پیغمبر اور انکے

بلانے والا اور بہت ثروت والا اور اس یگ کا سمپورن کرنے والا ہی منتخب کرتے ہین۔ اے روشن **اگنی** ہمنے تجھے کبھی کا ہوم کرکے بلایا ہے ہمارے دشمنون کو جلادے جنکے محافظ ناپاک ارواح ہین۔ اُس اگنی کی یگ مین تعریف کرو کہ جو بڑا عاقل صادق اور روشن ہے۔ اور بیماری کا کھونے والا ہے۔ اے روشن **اگنی** دیوتاؤن کے پیغمبر اُس نذرین پیش کرنے والے کی حفاظت کر جو کہ تیری پوجا کرتا ہے۔ اے صاف کرنے والے اُس شخص پر مہربان ہو جو دیوتاؤن کے خوش کرنے کے واسطے **اگنی** کی خدمت مین حاضر ہوتا ہے۔ اے روشن اور صاف کرنے والے **اگنی** ہمارے یگ اور ہمارے بھوگ مین **دیوتاؤن کو** لا۔ ہمنے تیری تعریف وہ منتر پڑھ کر کی ہے جو سب سے آخر تصنیف ہوا ہے ہمین خوراک عطا کر اور دولت جو اولاد کا چشمہ ہے عنایت فرما۔ اے **اگنی دیوتا** ہمارا بھوگ **دیوتاؤن** کو پہنچا اور ایسا ہو کہ نذرین دینے والے کو بیٹے اگنی کو اُسکے عوض مین علم نصیب ہوا۔ اے **اگنی** مع تمام دیوتاؤن کے سوم کا رس پینے کو ہماری پوجا مین آ اور نذر پیش کر۔ اے دانا **اگنی** کانوا یعنی رشی لوگ تجھے بلاتے ہین اور تیرے گن گاتے ہین۔ اے اگنی مع دیوتاؤن کے آ۔ اے اگنی نیک کامون کے ترقی دینے والون کو یعنے دیوتاؤن کو جنکی ہم پوجا کرتے ہین اس نذرین معہ اُنکی بی بیون کے شریک کر اے روشن زبان والے انہین سوم کا رس پینے کو دے۔ اُن دیوتاؤن کو جنکی ہم پرستش اور تعریف کرتے ہیں سوم کا رس ارگ چڑھنی کے وقت پلا۔ اے **اگنی دیوتا** اپنی چالاک اور طاقتور گھوڑیان جنکو بنام روست نامزد کرتے ہین اپنی رتھ مین جوت اور اُن کے سبل یہان لا۔ اے **اگنی** انعام کے دینے والے اور رتو دیوتا کے ساتھ یگ مین حصہ لینے والے گھر کی آگ ہو کر پوجاری کی خاطر دیوتاؤن کی پرستش کر۔ تجھے اے **اگنی** سوم کا رس پینے کو شوق سے بلایا ہے **مروت** کو ساتھ لیکر آ۔ نہ کسی دیوتا کو اور نہ انسان کو اُس یگ مین جنکو اختیار حاصل ہے جو کہ تیرے واسطے اے طاقت والے حاصل ہوا ہے اے اگنی مروت کو ساتھ لیکر آ۔ اے **اگنی** دیوتاؤن کی خوبصورت رانیون کو اور توا شتری کو سوم کا رس پینے کے واسطے یہان لا۔ اے **اگنی** ہمارے اس بھوگ کی اور ان نئے منترون سے دیوتاؤن کو

خبر کر۔ اے اگنی تو سب سے پہلے انگرا رشی تھا۔ تو دیوتا اور دیوتاؤن کا مددگار دوست تھا۔ تیرے ہی یگ مین عاقل فہیم اور روشن ہتھیار والی مروت پیدا ہوئی تھی۔ اے اگنی تو جو سب سے پہلا اور سب انگرون کا سردار ہے دیوتاؤن کی پوجا کو تیرے ہی باعث سے برکت حاصل ہوتی ہے تو دانا ہے رنگ برنگ رنگون والا ہے۔ تمام دنیا کے فایدے کے واسطے ہی فہیم ہے وہ دیایون کی اولاد ہے اور انسان کے فایدے کے واسطے اینک روپ دھارن کر رکھے ہین اے ہوا پر فوقیت رکھنے والے اگنی اپنے پوجاری کو درشن دے تاکہ اسکو معلوم ہو کہ میری پوجا قبول ہوئی۔ تیرے بل سے اکاش اور دھرتی لرزان ہے۔ تو نے اس بوجھ کو اٹھایا ہے جسکے لیے پروہت مقرر کیا گیا تھا۔ تو نے بزرگ دیوتاؤن کی پرستش کی ہے۔ تو اے اگنی خواہشون کی پورا کرنے والی ہے۔ اپنے پوجاریون کی دولت کی زیادہ کرنے والی ہے۔ اے اگنی دولت کی خاطر ہم تیری پوجا کرتے ہیں۔ اس ہوم کے کرنے والے کا نام کر دے سدا ایسا ہو کہ تیری کرپا سے جو ہماری اولاد ہو تو پھر ہم یہ رسم ادا کرین دھرتی اکاش اور تمام دیوتاؤن سمیت ہمین بچا۔ اے اگنی اس ہماری غلطی کو اور اس طریق کو جسمین ہم گمراہ ہو گئے معاف کر تیری تعریف کرنی چاہیئے۔ کیونکہ تو اُن لوگون کی جو تجھ کو تیرے لایق ارگ دیتے ہین حفاظت کرنے والی ہے۔ اے پاک اگنی جو بھوگ لینے ہر طرف جاتی ہے۔ یگ کے کمرہ میں جو تیرے روبرو ہے جا جیسے پہلے زمانہ مین منش انگرا اور یتیاتی یعنے راجگان سلف جاتے تھے۔ اور دیوتاؤن کو یہان لا اور انہین پاک کشا پر بٹھا۔ اور ان مین ایسا بلدان پیش کر جس سے وہ مشکور ہون اے اگنی تو ہمارے اس منتر سے جو ہم اپنی لیاقت اور آگاہی کے موافق پڑھتے ہیں ترقی پا۔ اور ہمین دولتمند کر اور ہمین نیک سمجھ دے اور بہت خوراک دے۔ ہم منتر پڑھکر طاقتور اگنی کو جسکی اور رشی بھی تعریف کرتے ہین سب آدمیون کے فایدہ کے واسطے جو دیوتاؤن کے پرستار ہین مناتے ہین۔ آدمی اس اگنی کی طرف رجوع لاتے ہین جو بل کے زیادہ کرنے والی ہے۔ ہم اے اگنی نذرین چڑھا کر تیری پوجا کرتے ہیں۔ اے بہت خوراک دینے والی ہم پر آج مہربان ہو اے اگنی تو خوشی کی دینے والی دیوتاؤن کے بلانے والی ہے

پیغمبر اور انسان کی محافظ ہے وہ نیک اور دیرپا کام جو دیوتا کرتے ہین سب تیرے مین جمع
ہین - اے نوجوان اور نیک فال اگنی جو کچھ کہ ہم تجھکو پیش کرین تو ہمپر مہربان ہو کر یا تو لب
یا کسی اور وقت طاقت ور دیوتاؤن کے پاس لیجا - اے اگنی اس طور پر تیرا پوجاری تیری
پوجا کرتا ہے - اور تو اپنی روشنی سے آپ روشن ہے آدمی بمدد سات تھکا روبار کرنے
والے پروہتون کی ہوم کر کر اس اگنی کو جو اُنکے دشمنون پر فتحیاب ہے روشن کرتے ہین - اے
اگنی جو کہ فنا کرنے والی ہے تو نے اور دوسرے دیوتاؤن نے ملکر ورترا کو قتل کیا ہے
دیوتاؤن نے دھرتی اور سرگ اور اکاس کو مخلوقات کے واسطے فراخ رہنے کی جگہہ بنایا
ہے ایسا ہو کہ دولت والا اگنی بروقت ضرورت کے کانوا پر اس طرح مہربان ہے جیسا کہ
لڑائی مین گھوڑا مویشی کے واسطے ہنہناتا ہے اُس اگنی کی کرنین جسکو کانوا نے سورج
سے زیادہ روشن کر دیا ہے سرفرازی سے چمکتے ہیں - ہم اُس کی تعریفین کرتے ہین
ہم اُسکو بلند کرتے ہین اے اگنی خوراک کے بخشنے والی ہمارے پر کر دے کیونکہ دیوتاؤ
کی دوستی تیرے ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہے - تو طرح طرح کی خوراکون کی مالک ہے ہمین
خوش کر کیونکہ تو بزرگ ہے - اے اگنی ہماری حفاظت کے لیے سورج دیوتا کی مانند
ہو سیدھی کھڑی ہو جا تو خوراک کی دینے والی ہے جسکے کاسن ہم تجھے مہر سا اکر بلاتے
ہیں اور پروہت تجھے نذرین چڑھاتے ہیں - اے جوان اور چمکدار اگنی ہمین ناپاک
روحون سے اور کینہ ور آدمی سے جو بخشش نہین کرتا - اور موذی جانورون سے اور
اُن لوگون سے جو ہمارے مارنے کی فکر مین ہین بچا - اے اگنی تجھے منو نے انسان کی
بہت سی نسلون پر روشنی کرنے کے لیے روکا تھا تو جو یگ کے لیے پیدا ہوئی ہے اور
چڑھاوے سے سیر ہوتی ہے - تو جسکو سب آدمی نمشکار کرتے ہیں روشن ہو گئی ہے
اگنی کے شعلے روشن طاقتور اور خوفناک ہین انکا اعتماد نکرنا چاہیے وہ طاقتور
ناپاک روحون کو اور دیگر ہمارے مخالفون کو ہمیشہ ضرور بالکل جلا دیتے ہیں - اے
اگنی جو امیر ہے اور جو کہ تمام مخلوقات کی خبر رسی کرنے والی ہے صبح سے نذرین دینے
والے کے پاس بہت قسم کی دولت معہ عمدہ گھر کے لا آج یہان دیوتاؤن کو اُٹھتے ہی لا

آج ہم **اگنی** کو جو پیغمبر مکانون کے دینے والی ہر دل عزیز دھوئین کے جھنڈے والی روح
بخشنی والی اور علی الصباح جو پوجاری پوجا کرتا ہے۔ اُس کی حفاظت کرنے والی ہے منتخب
کرتے ہین۔ مین **اگنی** کے جو سب دیوتاؤن سے بہتر اور کم عمر کا دیوتا ہے انسان کا مہمان ہے
جکو سب بلاتے ہین اور جو چڑہاوا چڑھانے والے کا رفیق ہے سب مخلوقات کو جانتا ہے پرتت
کال مہما کرتا ہون تاکہ وہ اور دیوتاؤن کو لینے جائے۔ اے یگ کرنے والی اور سرب گیانی
اگنی سب آدمی تجھے روشن کرتے ہین بہت لوگ بلاتے ہیں عاقل دیوتاؤن کو جلد ہی سے
یہان لا۔ تو اے **اگنی** انسانون نے ریگون کی حفاظت کرنے والی ہے اور دیوتاؤن
کی پیغمبر ہے۔ آج یہان دیوتاؤن کو جو صبح اُٹھتے ہیں۔ اور سورج کا دھیان کرتے ہیں
لا۔ اے **اسونون دیوتا** تم صبح کے یگ کے واسطے جاگو ایسا ہو کہ وہ دونون دیوتا
سوم کا رس پینے کے لیے یہان آدین ہم دونون **اسونون** کو جو دونو دیوتا ہین اور نہایت
اچھے رتھ بان ہین اور ایک عمدہ گاڑی میں سوار ہوتے ہین۔ اور سرگ تک پہنچتے ہیں
بلاتے ہیں۔ اے **اسونون دیوتا** اپنی چابک سے جو کہ تمہارے **گھوڑون** کی جھاگون
سے تر ہے اور اسکے پٹخارے سے بڑی آواز ہوتی ہے۔ سوم کے ارگ کو ہلا دو۔ اے
اسونون دیوتاؤ رگ چرخیی والے کے رہنے کی جگہ جہان تم اپنے رتھ میں سوار
ہو کر جاتے ہو۔ تم سے دور نہیں ہے۔ مین سونے کے ہاتھ والے **سورج** کو اپنی حفاظت
کے لیے بلاتا ہون وہ پوجاریون کا درجہ مقرر کرتا ہے۔ **سورج** کی جو پانی کا مددگار نہین ہے
ہماری حفاظت کے لیئے تعریف کرو۔ ہم اُس کی پوجا کرنے کے لیے آرزو رکھتے ہیں۔ دوستو
بیٹھ جاؤ درحقیقت ہم سورج کی تعریف کرین گے۔ کیونکہ وہ درحقیقت دولت کا بخشنے
والا ہے۔ عاقل ہمیشہ سورج کے اُس بڑے درجہ کا دھیان کرتے ہیں جیسے آنکھ آسمان
کی سیر کرتی ہے۔ دانا آدمی جو کہ ہوشیار رہتے ہیں اور تعریف کرنے میں بڑے سرگرم
ہیں سورج کے اعلیٰ درجہ کی ہم تعریف کرتے ہین سرب گیانی **سورج دیوتا** کو اُس کے
گھوڑے بلندی پر لیجاتے ہین۔ تاکہ وہ تمام دنیا کو دکھلائی دے۔ تو اے سورج سب سے زیادہ
چلتا ہے تو سب کو دکھلائی دیتا ہے۔ تو چشمہ روشنی کا ہے تو تمام آسمان پر چمکتا ہے تو نے

سورج مارت دیوتا کے سامنے نکلتا ہے۔ تو انسان کے روبرو نکلتا ہے اور تو اس طرح نکلتا
کہ تمام دیولوگ تجھے دیکھ سکے۔ تو اس روشنی کے ساتھ نمودار ہوتا ہے جسکے ساتھ تو صاف
کرنے والا برائی سے بچانے والا ہے۔ تو فراخ آسمان دن اور رات کا اندازہ کرتا ہوا
اور سب مخلوقات کو دیکھتا ہوا طے کرتا ہے۔ تو اے سورج آرام دہندہ روشنی سے چمکتا ہوا
نمودار ہوکر اور سب سے بلند آسمان پر چڑھکر میرے دل کی بیماری اور میرے بدن کی زردی کھودے
روشنی کو تاریکی کے پرے دیکھکر ہم سورج دیوتا کے پاس جاتے ہیں جو دیوتاؤں کے درمیان
ایک چیدہ دیوتا ہے۔ اے **چاند دیوتا** تو ہر دم کے کام کرنے سے نیکی کا کرنے والا ہے۔
تو اپنی قوتوں کے باعث سے صاحب طاقت اور سب بیاپی ہے تو اپنی بخششوں کے
باعث نعمتوں کا دینے والا اور اپنی بزرگی سے بزرگ ہے۔ تو نے اے انسان کے رہنما
ٹیگ کے چڑھاوں سے خوب پرورش پائی ہے۔ تیرے کام ورن راجہ کی مانند ہیں۔
تیرا کلام اے چاند بڑا ہے تو عزیز متر دیوتا کی مانند سب کا صاف کرنے والا ہے تو اریمان
دیوتا کی مانند سب کا بڑھانے والا ہے۔ چونکہ تیرے میں وہ کلیں ہیں جو تیرے سب سے
آسمان زمین پہاڑیوں اور پانی سب میں پرگٹ ہے اس لیے اے **چاند** راجہ
ہمسے اچھی طرح پیش آ اور بلا خفگی ہماری نذریں قبول کر۔ تو اے **چاند** جو تعریف کا شایق
اور لیودون کا گروہ ہے ہماری جان ہے اگر تو چاہیگا تو ہم نہیں مرینگے تو اے چاند اس شخص
کو جو تیری پوجا کرتا ہے خواہ وہ جوان ہو یا بوڑھا۔ دولت دیتا ہے تاکہ وہ اس سے حظ اٹھاوے
اور زندہ رہے۔ اے چاند راجا ہمیں اس سے جو نقصان پہنچانے کی فکر میں ہے محفوظ
رکھ تجھ جیسے دیوتا کا دوست کبھی نہیں مر سکتا۔ اے **چاند دیوتا** ہماری ایسی مدد
کر کر کشا کر جس سے بھوگ لگانے والے کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ہماری اس بلیدان
کو اور تعریف کو قبول فرما کر اے **چاند دیوتا** ہمارے پاس آ۔ اور ہماری نسل کا ترقی
دینے والا ہو چونکہ ہم منتروں سے واقف ہیں۔ اس سبب سے ہم تیری تعریف کر کر تیرا
رتبہ بڑھاتے ہیں۔ اے کرپا ندھان **چاند** ادھر آؤ۔ اے دولت بخشنے والے ہماری
کھونے والی دولت سے آگاہ خوراک کے بڑھانیوالے **چاند دیوتا** ہمارا ایک لایق مددگار ہو

اے چاند دیوتا ہمارے دلون مین ایسا خوش رہ جیسے مویشی سبزہ زارون مین یا انسان
اپنے گھرون مین خوش رہتا ہے - اے چاند دیوتا ایسا ہو کہ قوت تیرے مین ہر طرف سے
آوے - ہمارے واسطے خوراک مہیا کرنے مین سرگرم ہو - اے خوش چاند دیوتا سب بلوین کے
ساتھ بڑھتا جا - ہمارا دوست ہو خوراک کی طرف سے آسودہ حالی بخش تا ہم پھلین پھولین چاند
دیوتا اُس شخص کو جو نذرین چڑہاتا ہے - دودھ والی گاے چالاک گھوڑا اور ایک بیٹا جو کہ کاروبار
مین ہوشیار خانگی تعلقات مین ہنرمند پوجا مین سرگرم مجلس مین لایق اور جو اپنے باپ
کی عزت کا باعث ہو دیتا ہے - ہم اے چاند دیوتا تجھے رن مین اٹل ہزارون آدمیون
کی گروہون مین لڑکر فتحیاب ہونے والا - لڑکر طاقت زایل ہونے دینے والا گیون کے درمیان
پیدا اور روشن مکان مین رہنے والا مشہور اور بہادر جانکر خوش ہوتے ہیں - تونے اے چاند
دیوتا یہ پودے پانی کے اور گوئین پیدا کی ہین - تونے کشادہ آسمان کو پھیلایا ہے - تونے تاریکی
کو روشنی سے پراگندہ کر دیا ہے - اے طاقتور چاند دیوتا اپنی روشن دماغی کے ساتھ اپنی
دولت کا ایک حصہ دے - ایسا ہو کہ کوئی مخالف تجھے دق نکر سکے توکسی دو برابر کے
مخالفون کی بہادری پر فوقیت رکھتا ہے - ہمین رن مین ہمارے دشمنون سے بچا
سورج روشن صبح کے ساتھ اس طرح آتا ہے جیسے مرد نوجوان خوبصورت عورت کے پیچھے چلتا
ہے - اسوقت دھرم آتما لوگ مقرری وقت کی ہمون کو کرتے ہین - اور مبارک سورج کو اچھے انعام
کی خاطر پوجتے ہیں - یعنے اُس کی پرستش کرتے ہیں - سورج کی تیز رفتار ہمایون فال ہاتھ
پانون کے مضبوط رستہ طے کرنے والے گھوڑے جنکی ہمنے پرستش کی ہے اور جو تعریف
کیے جانے کے مستحق ہین - آسمان کی چوٹی پر پہنچ گئے ہیں - اور جلد زمین اور آسمان کے
گرد پھر آئے ہین - ایسا دیوتاپن اور جلال سورج کا ہے - کہ جب وہ غروب ہو جاتا ہے وہ
پھیلی ہوئی روشنی کو جو ادہورے کام پر پھیلی ہوئی تھی - اپنے مین چھپا لیتا ہے جب وہ اپنے
گھوڑون کو کھول دیتا ہے اسوقت رات کی تاریکی سب پر چھا جاتی ہے - آفتاب بیتر دیوتا
اور ورن دیوتا کے سامنے اپنی روشن صورت آسمان کے درمیان ظاہر کرتا ہے - اوراسکی
کرنین ایک تو اُس کی بیحد روشن طاقت کو پھیلاتی ہیں اور دوسری جب وہ چلی جاتی ہین

ب رات کی تاریکی لاتی ہین - آج دیوتا سورج کے نکلتے ہی ہمین نالایق باتون سے
بچاؤ - اور ایسا ہو کہ متر دیوتا ورن دیوتا اودتی دیوی - سمندر دیوتا - دھرتی دیوی -
اکاس دیوتا - اِس ہماری دعا کو متوجہ ہو کر سنین -

اب ناظرین اس کتاب کے خود خیال فرما دین کہ اسقدر شرتیون سے جنکا ایک ذخیرہ کلان یہان لکھکر کئی صفحے ہمنے سیاہ کیے ہین - کیا کچھ خدا کا بھی پتہ مل سکتا ہے اور حضرات آریہ سماج والے انصافاً ہمکو بتلا دین کہ رگوید نے اِن شرتیون مین اپنا منشا ظاہر کرنے مین کون سی بلاغت دکھلائی ہے - اور آپ ہی بولین کہ کیا اسکی تقریر فصیح تقریرون کی طرح پرزور اور مدلل ہے یا پوچ اور لچر ہے منصفین پر پوشیدہ نہین کہ ان شرتیون مین بجاے اس کے کہ حق الامر کو اپنی خوش بیانی کے ذریعہ سے ظاہر کیا جاتا اوہام پرستی کے پھیلانے کے لیے کوشش کی جاتی - خود مضمون شرتیون کا ایسا بے سروپا اور مہمل ہے جس سے سامع اُسکا ایک دبدہا مین پڑ جاتا ہے کبھی ایک چیز کو خالق ٹھہراتا ہے اور اُس سے مرادین مانگتا ہے کبھی اُسی کو مخلوق بناتا ہے - اور دوسرے کی محتاج قرار دیتا ہے کبھی کسی کے لیے خدا کی صفتین قایم کرتا ہے - اور پھر اُسی کی طرف فانی چیزون کی صفتین منسوب کرتا ہے - اور ظاہر ہے کہ جس نے اسقدر کلام کو طول دیا اور پھر ماحصل اُسکا خاک بھی نہیں - نہ توحید کا مدعی ہوکر توحید کو بیان کیا ہے - نہ مخلوق پرستی کا مدعی ہوکر مخلوق پرستی کو بپایہ ثبوت پہنچایا ہے بلکہ سراسیمہ اور مخبط الحواس آدمی کی طرح ایسی تقریر بے بنیاد اور متناقض کی ہے کہ جس سے ہندو مذہب مین عجب طرح کی گڑبڑ پڑ گئی ہے - اور کوئی کسی دیوتا کا پوجاری اور کوئی کسی دیوتا کا بھجن گا رہا ہے - کیا ایسی تقریر سراپا فضول اور مہمل اس لایق ہو سکتی ہے کہ کوئی دانا اُسکو بلیغ و فصیح کہے - شاید بعض ہندو صاحب جنہون نے فقط وید کا نام سن رکھا ہے اور کبھی اُس مقدس کتاب کا درشن نہین کیا وہ دل مین یہ وسوسہ کرین کہ یہ شرتیان جو رگوید مین سے لکھی گئی ہین وہ صحیح طور پر نہیں لکھی گئین یا شاید اُن سے بہتر وید مذکور مین اور شرتیان ہون گی جن مین وید نے وحدانیت الٰہی کے بیان کرنے مین داد فصاحت دی ہوگی یا مخلوق پرستی کو فصیح اور مدلل تقریرین جو لازمہ فصاحت و

بلاغت ہے - عطا کیا ہوگا - سوا ایسے وسواسی آدمیون کے جواب مین عرض کیا جاتا ہے کہ ہمنے
یہ تمام شرتیان رگوید سنہتا اشتک اول سکت سے ۱۱۵ سکت تک بطور نمونہ منتخب کرکے
لکھے ہیں - اگر کسی کو یہ دعوی ہو کہ وہ شرتیان صحیح نہیں ہیں تو اسپر لازم ہے کہ جو اسکی
دانست مین صحیح ترجمہ ہووے پیش کرے تا منصف لوگ آپ دیکھ لیں کہ یہ شرتیان
صحیح ہین یا اسکی پیش کردہ صحیح ہین - اور اگر کسی کو یہ دعوی ہو کہ اگرچہ یہ شرتیان مہمل اور بے
سروپا ہین - مگر اسی رگ وید مین ایسی شرتیان بھی پائی جاتی ہیں جن مین وحدانیت الٰہی
کا بیان نہایت صفائی اور شائستگی سے موجود ہے تو ایسے شخص پر لازم ہے کہ ہمراہ ان شرتیون
کے ان شرتیون کو بھی پیش کرے - تاکہ اگر کسی طرح ہاتھ پاؤن مار کر وید کی بلاغت و خوش
بیانی ثابت ہوسکے تو ثابت ہو جائے ہمکو کسی صاحب سے ناحق کی ضد نہیں ہے ہم اپنے
سچے دل سے کہتے ہیں کہ ہمنے بہت غور اور تدبر سے وید پر نظر کرکے اسکو طریقہ شائستہ بیانی سے
بالکل دور اور مہجور پایا ہے اور ہم بڑے افسوس سے لکھتے ہین کہ ایسی پراگندہ باتین کیونکر آریہ
سماج والون کے دلون کو بھاتی ہیں - اور کیونکر وہ ایسے کچے اور پست خیالات پر فریفتہ
ہو رہے ہیں - اگر وید کا کلام باوجود اس فضول طوالت اور مہمل بیانی اور خبط مضمون کے
پھر بھی فصیح اور بلیغ ہی ہے تو پھر غیر فصیح کلام دنیا مین کس کو کہنا چاہیے - اور اگر آریہ سماج
والون کو یہ معلوم نہین کہ کلام فصیح کسے کہتے ہین تو لازم ہے کہ وہ ذرا آنکھ کھولکر بمقابلہ طول
طویل وید کے کلام کے جو اوپر تحریر ہو چکا ہے قرآن شریف کی چند آیات پر نظر ڈالیں کہ کس
لطافت و ایجاز سے مسائل کثیرہ وحدانیت کو قلیل عبارت مین بیان کرتا ہے اور
کس جد و کوشش سے مسئلہ توحید کو دل مین بٹھاتا ہے اور کیسی فصیح اور مدلل تقریر سے
توحید الٰہی کو قلوب صافیہ مین منقش کرتا ہے - اگر اس کی مانند وید مذکور مین شرتیان موجود
ہون تو پیش کرنی چاہیین - ورنہ بیہودہ بک بک کرنا اور لاجواب رہکر پھر بھی شرمسار نہ
ہونا ان لوگون کا کام ہے جن لوگون کو خدا اور ایمانداری سے کچھ بھی غرض نہیں
اور نہ حیا اور شرم سے کچھ سروکار ہے اب یہان ہم بطور نمونہ بمقابلہ وید کی شرتیون کے کچھ تھوڑی
آیات قرآن شریف جو وحدانیت الٰہی کو بیان کرتی ہین لکھتے ہیں - تا یہ بھی کھلے معلوم

وید اور قرآن شریف میں سے کس کی عبارت میں لطافت اور ایجاز اور زور بیان پایا جاتا ہے
اور کس کی عبارت طرح طرح کے شکوک اور شبہات میں ڈالتی ہے اور فضول اور طول طویل
ہے اور آیات ممدوحہ یہ ہیں ۔
اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموت و
ما فی الارض ع۳ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ
کفوا احد ع۳۰ لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا ما کان معہ من الہ
اذا لذھب کل الہ بما خلق ولعلی بعضھم علی بعض قل ادعوا الذین
زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا ع۱۵
قل ادعوا شرکائکم ثم کیدون فلا تنظرون ع۱۹ ان ولی اللہ الذی
نزل الکتب وھو یتولی الصالحین والذین تدعون من دونہ لا یستطیعون
نصرکم ولا انفسھم ینصرون ع۹ تسبح لہ السموت السبع والارض ومن
فیھن وان من شی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم
ع۵ قالوا اتخذ اللہ ولدا سبحانہ ھو الغنی لہ ما فی السموات وما
فی الارض ان عندکم من سلطان بھذا اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون
ع۱۲ انما اللہ الہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموت
وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا ع۶ ویجعلون لہ البنات سبحانہ
ولھم ما یشتھون ع۱۴ الکم الذکر ولہ الانثی تلک اذا قسمۃ ضیزی ع۷
یا ایھا الناس اعبد وا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم
تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء
ع۳ ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم
تعلمون ع۱ ھو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ ع۲۵ ھو الاول
والاخر والظاھر والباطن لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار
لیس کمثلہ شی وھو السمیع البصیر خلق کل شی فقدرہ تقدیرا ع۸

له الحمد فی الاولی والاخره وله الحکم والیه ترجعون ۞ ان الله لا
یغفر ان یشرک به ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء فمن یرجوا لقاء
ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادة ربه احدا ۞ لا تشرک
بالله ان الشرک لظلم عظیم ۞ ولا تدع مع الله الها اخر کل شیء هالک
الا وجهه له الحکم والیه ترجعون ۞ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاه و
بالوالدین احسانا ۞ وان جاهداک لتشرک بی ما لیس لک به
علم فلا تطعهما ۞ ان یمسسک بضر فلا کاشف له الا هو وان
یمسسک بخیر فهو علی کل شیء قدیر ۞ وهو القاهر فوق عباده وهو
الحکیم الخبیر ۞ له دعوة الحق والذین یدعون من دونه لا یستجیبون
لهم بشیء الا کباسط کفیه الی الماء لیبلغ فاه وما هو ببالغه وما دعاء
الکفرین الا فی ضلال ۞ من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه - یعلم
ما بین ایدیهم وما خلفهم ولا یحیطون بشیء من علمه الا بما شاء
۞ وهم من خشیته مشفقون ولله الاسماء الحسنی فادعوه بها
وذروا الذین یلحدون فی اسمائه سیجزون ما کانوا یعملون ۞ انما
تعبدون من دون الله اوثانا وتخلقون افکا ۞ فاجتنبوا الرجس من
الاوثان واجتنبوا قول الزور ۞ الهم ارجل یمشون بها ام لهم
اید یبطشون بها ام لهم اعین یبصرون بها ام لهم اذان یسمعون
بها ۞ ولا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا لله الذی خلقهن
ان کنتم ایاه تعبدون ۞ لا الشمس ینبغی لها ان تدرک القمر
ولا الیل سابق النهار وکل فی فلک یسبحون ۞ ان کل من فی السموات و
الارض الا اتی الرحمن عبدا ۞ ومن یقل منهم انی اله من دونه
فذالک نجزیه جهنم کذالک نجزی الظلمین ۞ فامنوا بالله و
رسله ولا تقولوا ثلثة انتهوا خیرا لکم انما الله اله واحد ۞

یا ایہا الناس ضرب مثل فاستمعوا له ان الله تدعون من دون الله
لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا له وان یسلبہم الذباب شیئا لا یستنقذوه
وضعف الطالب والمطلوب ما قدروا الله حق قدره ان الله لقوی عزیز
ان القوة لله جمیعا وجعلوا لله الشرکاء الجن وخرقوا له بنین
وبنات بغیر علم سبحانه وتعالی عما یصفون قالت الیہود
عزیر ابن الله وقالت النصاری المسیح ابن الله ذالک قولہم بافواہہم
یضاہئون قول الذین کفروا من قبل قاتلہم الله انی یوفکون اتخذوا
احبارہم ورہبانہم اربابا من دون الله والمسیح ابن مریم وما امروا
الا لیعبدوا الہا واحدا لا اله الا ہو سبحانه عما یشرکون ما کان لله
ان یتخذ ولدا سبحانه اذا قضی امرا فانما یقول له کن فیکون
ان الذین امنوا والذین ہادوا والصابئین والنصاری والمجوس
والذین اشرکوا ان الله یفصل بینہم یوم القیمة ان الله علی
کل شی شہید الم تر ان الله یسجد له من فی السموات والارض والشمس
والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس وکثیر حق علیه
العذاب - **ترجمہ** الله جو جامع صفات کاملہ اور مستحق عبادت ہے اسکا
وجود بدیہی الثبوت ہے کیونکہ وہ حی بالذات اور قایم بالذات ہے بجز اس کے کوئی چیز
حی بالذات اور قایم بالذات نہیں ہے یعنے اسکے بغیر کسی چیز میں یہ صفت پائی نہیں
جاتی کہ بغیر کسی علت موجدہ کے آپ ہی موجود اور قایم رہ سکے یا کہ اس عالم کی جو کمال حکمت
اور ترتیب محکم اور موزون سے بنایا گیا ہے علت موجبہ ہو سکے اور یہ امر اس صانع عالم جامع
صفات کاملہ کی ہستی کو ثابت کرنے والا ہے - تفصیل اس استدلال لطیف کی یہ ہے
کہ یہ بات بہ بداہت ثابت ہے کہ عالم کے اشیاء میں سے ہر یک موجود جو نظر آتا ہے اسکا
وجود اور قیام نظر اعلی بذاتہ ضروری نہیں - مثلاً زمین کروی الشکل ہے اور قطر اسکا بعض کے
گمان کے موافق تخمیناً چار ہزار کوس بختہ ہے مگر اس بات پر کوئی دلیل قایم نہیں ہو سکتی کہ کیوں

یہی شکل اور یہی مقدار اُس کے لیے ضروری ہے۔ اور کیون جایز نہین کہ اس سے زیادہ یا اس سے کم ہو۔ یا بر خلاف شکل حاصل کے کسی اور شکل سے متشکل ہو۔ اور جب اسپر کوئی دلیل قایم نہ ہوئی تو یہ شکل اور یہ مقدار جسکے مجموعہ کا نام وجود ہے زمین کے لیئے ضروری نہوا اور علی ہذالقیاس عالم کی تمام اشیا کا وجود اور قیام غیر ضروری ٹھہرا اور صرف یہی بات نہین کہ وجود ہر ایک ممکن کا نظراً علی ذاتہ غیر ضروری ہے بلکہ بعض صورتین ایسی نظر آتی ہین کہ اکثر چیزون کے معدوم ہونے کے اسباب بہی قایم ہو جاتے ہین۔ پہر وہ چیزین معدوم نہین ہوتین مثلاً باوجود اس کے کہ سخت سخت قحط اور وبا پڑتی ہین مگر پہر بہی ابتدا زمانہ سے تخم ہر یک چیز کا بچتا چلا آیا ہے۔ حالانکہ عندالعقل جایز بلکہ واجب تھا کہ ہزارہا شداید اور حوادث مین سے جو ابتدا سے دنیا پر نازل ہوتی رہی کبہی کبہی دفعہ ایسا ہی ہوتا کہ شدت قحط کے وقت غلہ جو کہ خوراک انسان کی ہے بالکل مفقود ہو جاتا یا کوئی قسم غلہ کی مفقود ہو جاتی یا کبہی شدت وبا کے وقت نوع انسان کا نام و نشان باقی نہ رہتا یا کوئی اور انواع حیوانات مین سے مفقود ہو جاتے۔ یا کبہی اتفاقی طور پر سورج یا چاند کی کل بگڑ جاتی یا دوسری بے شمار چیزون سے جو عالم کی درستی نظام کے لیئے ضروری ہین۔ کسی چیز کے وجود مین خلل راہ پا جاتا۔ کیونکہ کروڑہا چیزون کا اختلال اور فساد سے سالم رہنا اور کبہی اُن پر آفت نازل نہ ہونا قیاس سے بعید ہے۔ پس جو چیزین نہ ضروری الوجود ہین نہ ضروری القیام بلکہ انکا کبہی نہ کبہی بگڑ جانا ان کے باقی رہنے سے زیادہ تر قرین قیاس ہے۔ اُن پر کبہی زوال نہ آنا اور احسن طور پر بہ ترتیب محکم اور ترکیب ابلغ انکا وجود اور قیام پایا جانا اور کروڑہا ضروریات عالم مین سے کبہی کسی چیز کا مفقود نہ ہونا صریح اس بات پر نشان ہے کہ ان سب کے لیے ایک محیی اور محافظ اور قیوم ہے جو جامع صفات کاملہ یعنی مدبر اور حکیم اور رحمان اور رحیم اور اپنی ذات مین ازلی ابدی اور ہر یک نقصان سے پاک ہے جسپر کبہی موت اور غفلطاری نہین ہوتی۔ بلکہ اونگہہ اور نیند سے بہی جو فی الجملہ موت سے مشابہ ہے پاک ہے سو وہی ذات جامع صفات کاملہ ہے۔ جس نے اس عالم امکانی کو برعایت کمال حکمت و موزونیت وجود عطا کیا۔ اور ہستی کو نیستی پر ترجیح بخشی۔ اور وہی بوجہ اپنی کمالیت

اور خالقیت اور ربوبیت اور قیومیت کے مستحق عبادت ہے۔ یہاں تک تو ترجمہ اس آیت کا ہوا اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض اب بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ کس بلاغت اور لطافت اور متانت اور حکمت سے اس آیت میں وجود صانع پر دلیل بیان فرمائی ہے۔ اور کسقدر تھوڑے سے لفظوں میں معانی کثیرہ اور لطائف حکمیہ کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے لہ ما فی السموات وما فی الارض کے لیے ایسی محکم دلیل سے وجود ایک خالق کامل الصفات کا ثابت کر دکھایا ہے۔ جسکے کامل اور محیط بیان کے برابر کسی حکیم نے آج تک کوئی تقریر بیان نہیں کی بلکہ حکما ناقص الفہم نے ارواح اور اجسام کو حادث ہی نہیں سمجھا اور اس راز دقیق سے بے خبر رہے کہ حیات حقیقی ہستی حقیقی و قیام حقیقی صرف خدا ہی کے لیے مسلم ہے۔ یہ عمیق معرفت اسی آیت سے انسان کو حاصل ہوتی ہے۔ جس میں خدا نے فرمایا کہ حقیقی طور پر زندگی اور بقا زندگی صرف اللہ کے لیے حاصل ہے۔ جو جامع صفات کاملہ ہے۔ اس کے بغیر کسی دوسری چیز کو وجود حقیقی اور قیام حقیقی حاصل نہیں اور اسی بات کو صانع عالم کی ضرورت کے لیے دلیل ٹھہرایا اور فرمایا لہ ما فی السموٰت وما فی الارض یعنی جب کہ عالم کے لیے نہ حیات حقیقی حاصل ہے نہ قیام حقیقی تو بالضرور اسکو ایک علت موجبہ کی حاجت ہے جسکے ذریعہ سے اسکو حیات اور قیام حاصل ہوا۔ اور ضرور ہے کہ ایسی علت موجبہ جامع صفات کاملہ اور مدبر بالارادہ اور حکیم اور عالم الغیب ہو۔ سو وہی اللہ ہے کیونکہ اللہ بموجب اصطلاح قرآن شریف کے اس ذات کا نام ہے جو مستجمع کمالات تامہ ہے۔ اسی وجہ سے قرآن شریف میں اللہ کے اسم کو جمیع صفات کاملہ کا موصوف ٹھہرایا ہے اور جابجا فرمایا ہے۔ کہ اللہ وہ ہے جو کہ رب العلمین ہے رحمان ہے رحیم ہے۔ مدبر بالارادہ ہے حکیم ہے عالم الغیب ہے قادر مطلق ہے۔ ازلی ابدی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ سو یہ قرآن شریف کی ایک اصطلاح ٹھہر گئی ہے کہ اللہ ایک ذات جامع جمیع صفات کاملہ کا نام ہے اسی جہت سے اس آیت کے سر پر بھی اللہ کا اسم لائے۔ اور فرمایا اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم یعنی اس عالم بے ثبات

کا قیوم ذات جامع الکمالات ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ فرمایا - کہ یہ عالم جس ترتیب محکم اور ترکیب ابلغ سے موجود اور مترتب ہے - اُس کے لیے یہ گمان کرنا باطل ہے کہ انہیں چیزون مین سے بعض چیزین بعض کے لیئے علت موجبہ ہو سکتی ہین - بلکہ اس حکیمانہ کام کے لیئے جو سراسر حکمت سے بھرا ہوا ہے - ایک ایسے صانع کی ضرورت ہے - جو اپنی ذات میں مدبر بالارادہ اور حکیم اور علیم اور رحیم اور غیر فانی اور تمام صفات کاملہ سے متصف ہو - سو وہی اللہ ہے جسکو اپنی ذات مین کمال تام حاصل ہے - پھر بعد ثبوت وجود صانع عالم کے - طالب حق کو اس بات کا سمجھانا ضروری تہا - کہ وہ صانع ہر ایک طور کی شرکت سے پاک ہے - سو اسکی طرف اشارہ فرمایا - قل ھو اللہ احد اللہ الصمد الخ اس اقل عبارت کو جو بقدر ایک سطر بھی نہین دیکھنا چاہیئے کہ کس لطافت اور عمدگی سے ہر ایک قسم کی شراکت سے وجود حضرت باری کا منزہ ہونا بیان فرمایا ہے - اس کی تفصیل یہ ہے - کہ شرکت از روے حصر عقلی چار قسم پر ہے کبھی شرکت عدد مین ہوتی ہے - اور کبھی مرتبہ مین اور کبھی نسب مین اور کبھی فعل اور تاثیر مین سو اس سورہ مین اُن چارون قسمون کی شرکت سے خدا کا پاک ہونا بیان فرمایا - اور کھولکر بتلا دیا کہ وہ اپنے عدد مین ایک ہے دو یا تین نہین اور وہ صمد ہے یعنے اپنے مرتبہ وجوب اور محتاج الیہ ہونے مین منفرد اور یگانہ ہے اور بجز اُسکے تمام چیزین ممکن الوجود اور ہالک الذات ہین - جو اُس کی طرف ہر دم محتاج ہین - اور وہ لم یلد ہے - یعنے اُسکا کوئی بیٹا نہین تا بوجہ بیٹا ہونے کے اُسکا شریک ٹھہر جائے - اور وہ لم یولد ہے یعنے اُسکا کوئی باپ نہین تا بوجہ باپ ہونے کے اُسکا شریک بن جائے - اور وہ لم یکن لہ کفوا ہے - یعنے اُسکے کامون مین کوئی اُس کی برابری کرنے والا نہین - تا باعتبار فعل کے اُسکا شریک قرار پاوے - سو اس طور سے ظاہر فرما دیا کہ خدا تعالی چارون قسم کی شرکت سے پاک اور منزہ ہے - اور وحدہ لاشریک ہے پھر بعد اس کے اُسکے وحدہ لاشریک ہونے پر ایک عقلی دلیل بیان فرمائی اور کہا لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا - وما کان معہ من الہ الخ یعنے اگر زمین آسمان مین بجز اُس ایک ذات جامع صفات کاملہ کے کوئی اور بھی خدا ہوتا تو وہ دونو بگڑ جاتے

کیونکہ ضرور تھا کہ کبھی وہ جماعت خدایون کی ایک دوسرے کے برخلاف کام کرتے۔ پس اسی
چھوٹ اور اختلاف سے عالم مین فساد راہ پاتا۔ اور نیز الگ الگ خالق ہوتے تو ہر واحد اُن مین سے
اپنی ہی مخلوق کی بھلائی چاہتا۔ اور اُن کے آرام کے لیے دوسرون کا برباد کرنا روا رکھتا
پس یہ بھی موجب فساد عالم ٹھہرتا۔ یہان تک تو دلیل لمی سے خدا کا وحدہ لاشریک ہونا
ثابت کیا۔ پھر بعد اس کے خدا کے وحدہ لاشریک ہونے پر دلیل انی بیان فرمائی اور کہا
قل ادعوا الذین زعمتم من دونه فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا الخ
یعنے مشرکین اور منکرین وجود حضرت باری کو کہہ اگر خدا کے کارخانے مین کوئی اور لوگ بھی
شریک ہین یا اسباب موجودہ ہی کافی ہین تو اسوقت کہ تم اسلام کے دلایل حقیت اور اُسکی
شوکت اور قوت کے مقابلہ پر مقہور ہو رہی ہو اُن اپنے شرکا کو مدد کے لیے بلاؤ اور یاد رکھو کہ وہ
ہرگز تمہاری مشکل کشائی نکرین گے۔ اور نہ بلا کو تمہارے سر پر سے ٹال سکین گے۔ اے رسول اُن
مشرکین کو کہہ کہ تم اپنے شرکا کو جنکی پرستش کرتے ہو میرے مقابلہ پر بلاؤ۔ اور جو تدبیر میرے
مغلوب کرنے کے لیے کر سکتے ہو۔ وہ سب تدبیرین کرو۔ اور مجھے ذرہ مہلت مت دو اور یہ بات
سمجھ رکھو کہ میرا حامی اور ناصر اور کارساز وہ خدا ہے جس نے قرآن کو نازل کیا ہے اور
وہ اپنے سچے اور صالح رسولون کی آپ کارسازی کرتا ہے۔ مگر جن چیزون کو تم لوگ اپنی
مدد کے لیے پکارتے ہو وہ ممکن نہین ہے جو تمہاری مدد کر سکین اور نہ کچھ اپنی مدد کر سکتے
ہین پھر بعد اسکے خدا کا ہر یک نقصان اور عیب سے پاک ہونا قانون قدرت کے رو سے ثابت کیا
اور فرمایا تسبح له السموات السبع والارض ومن فیهن الخ یعنے ساتون آسمان اور زمین اور
جو کچھ اُن مین ہے خدا کی تقدیس کرتے ہین۔ اور کوئی چیز نہین جو اُس کی تقدیس نہین کرتی
پر تم اُن کی تقدیسون کو سمجھتے نہین یعنے زمین آسمان پر نظر غور کرنے سے خدا کا کامل اور
مقدس ہونا اور بیٹون اور شریکون سے پاک ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ مگر اُن کے لیے جو کچھ
سمجھ رکھتے ہین پھر بعد اُس کے جزئی طور پر مخلوق پرستون کو ملزم کیا۔ اور اُنکا خطا پر ہونا ظاہر
فرمایا اور کہا۔ قالوا اتخذ الله ولدا سبحانه هو الغنی الخ یعنے بعض لوگ کہتے ہین کہ خدا
بیٹا رکھتا ہے۔ حالانکہ بیٹے کا محتاج ہونا ایک نقصان ہے اور خدا ہر یک نقصان سے پاک ہے

وہ غنی اور بے نیاز ہے جسکو کسی کی حاجت نہین جو کچھہ آسمان و زمین مین ہے سب اُسی کا ہے
کیا تم خدا پر ایسا بہتان لگاتے ہو جسکی تائید مین تمہارے پاس کسی نوع کا علم نہین خدا کیون
بیٹون کا محتاج ہونے لگا۔ وہ کامل ہے اور فرایض الوہیت کے ادا کرنے کے لیے۔ وہ ہی
اکیلا کافی ہے کسی اور منصوبہ کی حاجت نہین۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ خدا بیٹیان رکھتا ہے
حالانکہ وہ ان سب نقصانون سے پاک ہے۔ کیا تمہارے لیئے بیٹے اور اُس کے لیئے بیٹیان
یہ تو ٹھیک ٹھیک تقسیم نہ ہوئی۔ اے لوگو تم اُس خدائے وحدہ لاشریک کی پرستش کرو جس نے
تمکو اور تمہارے باپ دادون کو پیدا کیا۔ چاہیے کہ تم اُس قادر توانا سے ڈرو۔ جس نے زمین کو
تمہارے لیئے بچھونا اور آسمان کو تمہارے لیے چھت بنایا۔ اور آسمان سے پانی اُتار کر طرح
طرح کے رزق تمہارے لئے پھلوؤن مین پیدا کیئے۔ سو تم دیدہ و دانستہ انہین چیزون کو خدا
کا شریک مت ٹھہراؤ۔ جو تمہارے فایدہ کے لیئے بنائی گئی ہین۔ خدا ایک ہے جسکا کوئی شریک
نہین وہی آسمان مین خدا ہے۔ اور وہی زمین مین خدا وہی اول ہے اور وہی آخر۔ وہی ظاہر
وہی باطن ہے آنکھین اُسکی کنہ دریافت کرنے سے عاجز ہین۔ اور اُسکو آنکھون کی کنہ معلوم ہے
وہ سب کا خالق ہے اور کوئی چیز اُس کی مانند نہین اور اسکے خالق ہونے پر یہ دلیل
واضح ہے کہ ہر ایک چیز کو ایک اندازہ مقرری مین محصور اور محدود پیدا کیا ہے جس سے وجود
اُس ایک خالق غیر محدود کا ثابت ہوتا ہے۔ اُس کے لیئے تمام محامد ثابت ہین اور دنیا و آخرت
مین وہی منعم حقیقی ہے۔ اور اُسی کے ہاتھہ مین ہر ایک حکم ہے اور وہی تمام چیزون کا مرجع
و مآب ہے۔ خدا ہر ایک گناہ کو بخش دیگا جس کے لیئے چاہیگا۔ پر شرک کو ہرگز نہین بخشیگا
سو جو شخص خدا کی ملاقات کا طالب ہے اُسے لازم ہے کہ ایسا عمل اختیار کرے جس مین
کسی نوع کا فساد نہو۔ اور کسی چیز کو خدا کی بندگی مین شریک نہ کرے۔ تو خدا کے ساتھ کسی
دوسری چیز کو ہرگز شریک مت ٹھہراؤ خدا کا شریک ٹھہرانا سخت ظلم ہے تو بجز خدا کے کسی
اور سے مرادین مت مانگ۔ سب ہلاک ہو جاوینگے۔ ایک اُسی کی ذات باقی رہجاویگی۔ اُسی کے
ہاتھہ مین حکم ہے۔ اور وہی تمہارا مرجع ہے۔ تیرے خدا نے یہ چاہا ہے کہ تو فقط اُسی کی بندگی
کر اور اپنے مان باپ سے احسان کرتا رہ اور اگر تجھے اس بات کی طرف بہکاوین کہ تو میرے ساتھ

کسی اور کو شریک ٹھہراوے۔ تو اُنکا کہا مت مان۔ اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو بجز خدا اور کوئی
تیرا یار نہین۔ کہ اُس تکلیف کو دور کرے۔ اور اگر تجھے کچھ بھلائی پہنچے تو ہر ایک بھلائی کے پہنچانے
پر خدا ہی قادر ہے۔ کوئی دوسرا نہین اُسی کا تمام بندون پر تسلط اور تصرف ہے۔ اور
وہی صاحبِ حکمت کاملہ اور ہر ایک چیز کی حقیقت سے آگاہ ہے تمام حاجتون کو اُس سے
مانگنا چاہیے۔ اور جو لوگ بجز اُسکے اور اور چیزون سے اپنی حاجت مانگتے ہین وہ چیزین
اُن کی دعاؤن کا کچھ جواب نہین دیتین۔ ایسے لوگون کی یہ مثال ہے جیسے کوئی پانی
کی طرف دونون ہاتھ پھیلا کر کہے کہ اے پانی میرے منہ مین آجا۔ سو ظاہر ہے کہ پانی مین یہ
طاقت نہین کہ کسی کی آواز سنے اور بخود بخود اُس کے منہ مین پہنچ جائے۔ اسی طرح مشرک
لوگ بھی اپنے معبودون سے عبث طور پر مدد طلب کرتے ہین۔ جسپر کوئی فایدہ مترتب نہین
ہوسکتا۔ گو کوئی مقرب الٰہی ہو مگر کسی کی مجال نہین کہ خواہ نخواہ سفارش کرکے کسی مجرم
کو رہا کراوے خدا کا علم اُن کے پیش و پس پر محیط ہو رہا ہے۔ اور اُنکو خدا کے علوم سے
صرف اُسی قدر اطلاع ہوتی ہے جن باتون پر وہ آپ مطلع کرے۔ اس سے زیادہ نہین
اور وہ خدائے تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہین۔ اور خدا کے تمام کامل نام اُسی سے مخصوص
ہین اور اُن مین شرکت غیر کی جایز نہین۔ سو خدا کو اُنہین نامون سے پکارو جو بلا شرکت
غیری ہیں۔ یعنے نہ مخلوقات ارضی و سماوی کے نام خدا کے لیے وضع کرو۔ اور نہ خدا کے
نام مخلوق چیزون پر اطلاق کرو۔ اور اُن لوگون سے جدا رہو جو کہ خدا کے نامون مین شرکت
غیر جایز رکھتے ہین۔ عنقریب وہ اپنے کامون کا بدلہ پائینگے۔ تم اے مشرکو بجز خدا کے صرف
بیجان بتون کی پرستش کرتے ہو۔ اور سراسر جھوٹ پر جم رہے ہو سو اس پلیدی سے جو بتا ہین
پرہیز کرو۔ اور دروغ گوئی سے باز آؤ کیا اُنکے پاؤن ہین جن سے وہ چلتے ہین کیا اُن کے
ہاتھ ہین جن سے وہ پکڑتے ہین۔ کیا اُن کی آنکھین ہین جن سے وہ دیکھتے ہین۔ کیا اُن کے
کان ہین جنسے وہ سنتے ہین۔ اور تم سورج اور چاند کو بھی مت سجدہ کرو۔ اور اُس خدا کو سجدہ
کرو جسنے ان سب چیزون کو پیدا کیا ہے۔ اگر حقیقی طور پر خدا کے پرستار ہو تو اُسی خالق کی
پرستش کرو نہ مخلوق کی۔ سورج کو یہ طاقت نہین کہ چاند کی جگہ پہنچ جائے۔ اور نہ رات دن پر

پر سبقت کر سکتی ہے ۔ کوئی ستارہ اپنے فلک مقرری سے آگے پیچھے نہین ہو سکتا ۔ زمین آسمان
مین کوئی بھی ایسی چیز نہین جو مخلوق اور بندہ خدا ہونے سے باہر ہو ۔ اور اگر کوئی کہے کہ مین بھی
بمقابلہ خدا تعالی ایک خدا ہون ۔ تو ایسے شخص کو ہم واصل جہنم کرین ۔ اور ظالمون کو ہم یہی
سزا دیا کرتے ہین ۔ سو تم خدا اور اُس کے پیغمبرون پر ایمان لاؤ ۔ اور یہ مت کہو کہ تین ہین
باز آجاؤ یہی تمہارے لیے بہتر ہے ۔ اے لوگو ایک مثال ہے تم غور کر کے سنو ۔ جن چیزون
سے تم مرادین مانگتے ہو وہ چیزین تو ایک مکھی بھی نہین پیدا کر سکتین ۔ اور اگر مکھی اُن سے کچھ
چھین لے تو اُس سے چھڑا نہین سکتین ۔ طالب بھی ضعیف ہین اور مطلوب بھی ضعیف یعنے
مخلوق چیزون سے مرادین مانگنے والے ضعیف العقل ہین ۔ اور مخلوق چیزین جو معبود
ٹھہرائی گئی ہین ۔ وہ ضعیف القدرت ہین ۔ مشرک لوگون نے جیسا چاہیئے تھا خدا کو شناخت
نہین کیا ۔ وہ ایسا سمجھتے ہین ۔ کہ گویا خدا کا کارخانہ بلا دوسرے شرکا کے چل نہین سکتا ۔ حالانکہ
خدا اپنی ذات مین صاحب قوت تامہ اور غلبہ کاملہ ہے تمام قوتین اُسی کے لیئے خاص ہین اور
مشرک لوگ ایسے نادان ہین کہ جنات کو خدا کا شریک ٹھہرا رکھا ہے اور اُس کے لیے بغیر کسی علم
اور اطلاع حقیقت حال کے بیٹے اور بیٹیان تراش رکھی ہین ۔ اور یہود کہتے ہین عزیر خدا کا
بیٹا ہے اور نصاری مسیح کو خدا کا بیٹا بناتے ہین یہ سب اُن کے منہ کی باتین ہین جنکی صداقت
پر کوئی حجت قایم نہین کر سکتے بلکہ صرف پہلے زمانہ کے مشرکون کی ریس کر رہے ہین ملعونون نے
سچائی کا رستہ کیسا چھوڑ دیا اپنے فقیہون اور درویشون اور مریم کے بیٹے کو خدا ٹھہرا لیا ہے
حالانکہ حکم یہ تھا کہ فقط خدائے واحد کی پرستش کرو خدا اپنی ذات مین کامل ہے اُسکو کچھ حاجت
نہین کہ بیٹا بناوے کون سی کسر اُس کی ذات مین رہ گئی تھی ۔ جو بیٹے کے وجود سے پوری
ہو گئی ۔ اور اگر کوئی کسر نہین تھی تو پھر کیا بیٹا بنانے مین خدا ایک فضول حرکت کرتا جسکی اُسکو
کچھ ضرورت نہ تھی ۔ وہ تو ہر یک عبث کام اور ہر ایک حالت ناتمام سے پاک ہے جب کسی
بات کو کہتا ہے ہو ۔ تو ہو جاتی ہے ۔ اہل اسلام جو ایمان لائے ہین جنہون نے توحید
خالص اختیار کی ۔ اور یہود جنہون نے اولیا اور انبیا کو اپنا قاضی الحاجات ٹھہرا دیا اور مخلوق
چیزون کو کارخانہ خدائی مین شریک کیا اور صابئین جو ستارون کی پرستش کرتے ہین

اور نصاری جنہوں نے مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دیا ہے اور مجوس جو آگ اور سورج کے پرستار ہین
اور باقی تمام مشرک جو طرح طرح کے شرک مین گرفتار ہین۔ خدا ان سب مین قیامت کے دن
فیصلہ کردیگا۔ خدا ہر یک چیز پر شاہد ہے اور خود مخلوق پرستون کا باطل پر ہونا کوئی پوشیدہ
بات نہین یہ امر نہایت بدیہی ہے اور ہر یک شخص ذاتی توجہ سے دیکھ سکتا ہے۔ کہ جو کچھ
آسمان اور زمین مین اجرام فلکی اور اجسام ارضی ونباتات اور جمادات اور حیوانات اور عناصر
اور چاند اور سورج اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور طرح طرح کے جاندار اور انسان ہین جنکی
مشرک لوگ پوجا کرتے ہین یہ سب چیزین خدا کو سجدہ کرتی ہین یعنی اپنی ہستی اور بقا اور وجود
مین اُس کی محتاج پڑی ہوئی ہین اور یہ تذلل تمام اُس کی طرف جھکی ہوئی ہین اور ایک دم
اُس سے بے نیاز نہین پس انہین چیزون سے جو آپ ہی حاجتمند ہین حاجتین مانگنا
صریح گمراہی ہے۔ اور بعض انسان جو سرکش ہوجاتے ہین وہ بھی تذلل سے خالی نہین کیونکہ
اُسی دنیا مین طرح طرح کے آلام اور اسقام اور افکار اور ہموم کا عذاب اُن پر نازل ہوتا
رہتا ہے اور آخرت کا عذاب بھی اُن کے لیے طیار ہے پھر بجز خدا کے کونسی چیز ہے جسکے
وجود پر نظر کرنے سے صفت غنی اور بے نیاز ہونے کی اُسمین پائی جاتی ہے تا کوئی اُسکو اپنا معبود
ٹھہراوے۔ اور جبکہ کوئی چیز بجز خدا کے غنی اور بے نیاز نہین تو تمام مخلوق پرستون کا باطل
پر ہونا ثابت ہے۔ یہ چند آیات قرآن شریف ہین جنکو رگوید کی طول طویل شرتیون کے مقابلہ
پر ہمنے اس جگہ بیان کیا ہے۔ اب وید کی شرتیون مین جسقدر بیفایدہ طوالت وفضول تقریر
اور بے سروپا اور دھوکہ دینے والا مضمون اور غیر معقول باتین ہین بمقابلہ اُس کے دیکھنا چاہیے
کہ کیونکر قرآن شریف کی آیات مین بکمال ایجاز ولطافت توحید کے ایک عظیم الشان دریا کو
مع دلایل عقلیہ اور براہین فلسفیہ اقل قلیل الفاظ مین بھر دیا ہے۔ اور کیونکر مدلل اور موجز
عبارت مین تمام ضروریات توحید کا ثبوت دیکر طالبین حق پر معرفت الٰہی کا دروازہ کھولدیا
اور کیونکر ہر یک آیت اپنے پرزور بیان سے مستعد دلون پر پورا پورا اثر ڈال رہی ہے
اور اندرونی تاریکیون کو دور کرنے کے لیے اعلیٰ درجہ کی روشنی دکھلا رہی ہے۔ اسی جگہ سے
دانا انسان سمجھ سکتا ہے کہ کس کتاب مین بلاغت اور خوش بیانی اور پرزور تقریر پایا جاتا ہے

اور کونسی کتاب کلام بلیغ اور فصیح سے محروم ہے۔ نیک دل اور منصف انسان جب بہ نیت
مقابلہ و موازنہ وید اور قرآن شریف کی عبارت پر نظر ڈالیگا تو اُسے فی الفور یہ دکھائی دیگا
کہ وید اپنی عبارت مین ایسا کچا اور ناتمام ہے۔ کہ پڑھنے والے کے دل مین طرح طرح کے شکوک پیدا
کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی نسبت انواع و اقسام کی بدگمانیون مین ڈالتا ہے۔ اور کسی جگہ
اپنے دعوی کو طاقت بیانی سے واضح کرکے نہین دکھلاتا اور نہ پایہ ثبوت تک پہنچاتا ہے بلکہ
یہ خود معلوم ہی نہین ہوتا کہ اُسکا دعوے کیا ہے۔ اور اگر کچھ معلوم بہی ہوتا ہے تو بس یہی کہ وہ اگنی
اور سورج اور اندر وغیرہ کی پرستش کرانا چاہتا ہے اور اسپر بہی کوئی حجت اور دلیل پیش نہین
کرتا کہ کب سے اور کیونکر ان چیزون کو خدائی کا مرتبہ حاصل ہو گیا اور پہر باوجود اس مہمل بیانی
کے چارون وید اسقدر لمبی اور طول طویل عبارت مین لکھے گئے ہین جنکا مطالعہ شاید کوئی
بڑا محنتی آدمی بشرطیکہ اُس کی عمر بہی دراز ہو کر سکے اور بمقابلہ اُسکے جب منصف آدمی قرآن شریف
کو دیکھے۔ تو فی الفور اُسے معلوم ہوگا کہ قرآن شریف مین ایجاز کلام اور اقل و دل بیان مین
جو لازمہ ضروریہ بلاغت ہے وہ کمال دکھلایا ہے کہ وہ باوجود احاطہ جمیع ضروریات دین اور استیفا
تمام دلایل و براہین کے اسقدر حجم مین قلیل المقدار ہے کہ انسان صرف تین چار پہر کے عرصہ
مین ابتدا سے انتہا تک بفراغ خاطر اسکو پڑھ سکتا ہے اب دیکھنا چاہیے کہ یہ بلاغت قرآنی
کسقدر بہارا معجزہ ہے کہ علم کے ایک بحر ذخار کو تین چار جزو مین لپیٹ کر دکھلا دیا ہے اور
حکمت کے ایک جہان کو صرف چند صفحات مین بہر دیا ہے کیا کبہی کسی نے دیکھا یا سنا
کہ اسقدر قلیل الحجم کتاب تمام زمانہ کی صداقتون پر مشتمل ہو۔ کیا عقل کسی عاقل کی انسان کے
لیے یہ مرتبہ عالیہ تجویز کر سکتی ہے کہ وہ تہوڑے سے لفظون مین ایک دریا حکمت کا بہر دے جس سے
علم دین کی کوئی صداقت باہر نہ ہو۔ یہ واقعی اور سچی باتین ہین جنکو ہم لکھتے ہین جسے انکا جی چاہے
وہ بمقابلہ ہمارے امتحان کر لے۔ اس جگہ یہ بہی یاد رکھنا چاہیے کہ وید کا کلام ایک اور ضروری
نشانی سے جو کلام الٰہی کے لیئے لابدی و لازمی ہے خالی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ وید مین پیش
گوئیون کا نام و نشان نہین اور وید ہرگز اخبار غیبیہ پر مشتمل نہین ہے حالانکہ جو کتاب خدا کا
کلام کہلاتی ہے اُس کے لیئے یہ ضروری بات ہے کہ خدا کے انوار اُس مین ظاہر ہون جنسے

جیسے خدا تعالیٰ عالم الغیب اور قادر مطلق بے مثل و بے ہمتا ہے ویسا ہی لازم ہے کہ اسکا کلام جو اُس کی صفات کاملہ کا آئینہ ہے صفات مذکورہ کو اپنی صورت حالی مین ثابت کرتا ہو ظاہر ہے کہ خدا کے کلام سے یہی علت غائی ہے کہ تا کہ اسکے ذریعہ سے کامل طور پر خدا کی ذات اور صفات کا علم حاصل ہو اور تا انسان وجوہات قیاسی سے ترقی کرکے عین الیقین بلکہ حق الیقین کے درجہ تک پہنچ جائے اور ظاہر ہے کہ یہ مرتبہ علمی تب ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ جب خدا کا کلام طالب حقیقت کو صرف عقل کے حوالہ نکرے۔ بلکہ اپنی ذاتی تجلیات سے ہر یک عقیدہ کو کھولدے مثلاً بہت سی پیش گوئیان اور اخبار غیبیہ بیان کرکے اور پھر انکا پورا ہونا دکھلا کے صفت عالم الغیبی کی جو خدا ے تعالیٰ مین پائی جاتی ہے طالب حق پر ثابت کرے علیٰ ہذا القیاس اپنے تابعین کو پوری پوری مدد کا وعدہ دیکر اور پھر اُن وعدون کو پورا کرکے اپنا قادر اور صادق اور ناصر ہونا بہ پایہ ثبوت پہنچاوے۔ لیکن ان باتون مین سے وید مین کوئی بھی نہین۔ بشرطیکہ کوئی انصاف پر آوے اور غور اور فکر سے نگاہ کرے تو اُسپر ظاہر ہوگا۔ کہ وید مین ان نشانیون مین سے کوئی نشانی پائی نہین جاتی۔ اور جس تکمیل علمی کے لیے کلام آلہی نازل ہوتا ہے اس تکمیل کا سامان وید کے پاس موجود نہین۔ بلکہ سچ تو یہ ہے۔ کہ جسقدر عقلی طور پر ایک عقلمند آدمی معرفت آلہی کے لیے سامان طیار کرتا ہے اور حتی الوسع والطاقت اپنے قدم کو غلطی اور خطا سے بچاتا ہے وہ مرتبہ بھی وید کو حاصل نہین اور وید کے اصول ایسے فاسد اور بدیہی البطلان ہین کہ دس برس کا بچہ بھی بشرطیکہ متعصب اور ضد نکرے اُنکی غلطی اور بیراہی پر شہادت دے سکتا ہے۔ پھر یہ بھی جاننا چاہیے کہ جن روحانی تاثیرات پر فرقان مجید مشتمل ہے۔ اُن سے بھی وید بکلی محروم اور تہیدست ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ فرقان مجید باوجود اُن تمام کمالات بلاغت و فصاحت و احاطہ حکمت و معرفت ایک روحانی تاثیر اپنی ذات بابرکات مین ایسی رکھتا ہے کہ اُسکا سچا اتباع انسان مستقیم الحال اور منور الباطن اور منشرح الصدر اور مقبول آلہی اور قابل خطاب حضرت عزت بنا دیتا ہے۔ اور اُسمین وہ انوار پیدا کرتا ہے۔ اور وہ فیوض غیبی اور تائیدات لاریبی اُسکے شامل حال کر دیتا ہے۔ کہ جو اغیار مین ہرگز پائی نہین جاتین اور حضرت احدیت کی طرف سے

وہ لذیذ اور پُر انوار کلام اُسپر نازل ہوتا ہے جس سے اُسپر دمبدم کھلتا جاتا ہے کہ وہ فرقان مجید کی سچی متابعت سے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی سے اُن مقامات تک پہنچایا گیا ہے کہ جو محبوبانِ الٰہی کے لیے خاص ہین اور اُن ربانی خوشنودیون اور مہربانیون سے بہرہ یاب ہو گیا ہے جن سے وہ کامل ایماندار بہرہ یاب تھے جو اُس سے پہلے گذر چکے ہین اور نہ صرف مقال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر بھی اُن تمام محبتون کا ایک صافی چشمہ اپنے پر صدق دل مین بہتا ہوا دیکھتا ہے۔ اور ایک ایسی کیفیت تعلق باللہ کی اپنے منشرح سینہ مین مشاہدہ کرتا ہے جسکو نہ الفاظ کے ذریعہ سے اور نہ کسی مثال کے پیرایہ مین بیان کر سکتا ہے اور انوار الٰہی کو اپنے نفس پر بارش کی طرح برستے ہوئے دیکھتا ہے اور وہ انوار کبھی اخبار غیبیہ کے رنگ مین اور کبھی علوم و معارف کی صورت مین اور کبھی اخلاق فاضلہ کے پیرایہ مین اُسپر اپنا پرتوہ ڈالتے رہتے ہین یہ تاثیرات فرقانِ مجید کی سلسلہ وار چلی آتی ہین اور جبکہ آفتاب صداقت ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا مین آیا اُسی دم سے آج تک ہزارہا نفوس جو استعداد اور قابلیت رکھتے تھے متابعت کلام الٰہی اور اتباع رسول مقبول سے مدارج عالیہ مذکورہ بالا تک پہنچ چکے ہین اور پہنچتے جاتے ہین اور خدا تعالیٰ اسقدر اُن پر پے در پے اور علی الاتصال تلطفات و تفضلات وارد کرتا ہے۔ اور اپنی حمایتین اور عنایتین دکھلاتا ہے۔ کہ صافی نگاہون کی نظر مین ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ لوگ منظورانِ نظر احدیت سے ہین۔ جنپر لطف ربانی کا ایک عظیم الشان سایہ اور فضل یزدانی کا ایک جلیل القدر پیرایہ ہے۔ اور دیکھنے والون کو صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ انعامات خارق عادات سے سرفراز ہین اور کرامات عجیب اور غریب سے ممتاز ہین اور محبوبیت کے عطر سے معطر ہین۔ اور مقبولیت کے فخرون سے مفتخر ہین اور قادر مطلق کا نور اُنکی صحبت مین اُنکی توجہ مین۔ اُن کی ہمت مین اُن کی دعا مین اُن کی نظر مین اُن کے اخلاق مین اُنکی طرز معیشت مین اُن کی خوشنودی مین اُن کے غضب مین اُنکی رغبت مین اُنکی نفرت مین اُن کی حرکت مین اُن کے سکون مین اُن کے نطق مین اُن کی خاموشی مین اُن کے ظاہر مین اُن کے باطن مین ایسا بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک لطیف

اور مصفا شیشہ ایک نہایت عمدہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور اُن کے فیض صحبت اور ارتباط اور محبت سے وہ باتین حاصل ہوجاتی ہین کہ جو ریاضات شاقہ سے حاصل نہین ہوسکتین اور اُن کی نسبت ارادت اور عقیدت پیدا کرنے سے ایمانی حالت ایک دوسرا رنگ پیدا کرلیتی ہے۔ اور نیک اخلاق کے ظاہر کرنے مین ایک طاقت پیدا ہوجاتی ہے اور شوریدگی اور امارگی نفس کی رو بکمی ہونے لگتی ہے۔ اور اطمینان او حلاوت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ اور بقدر استعداد اور مناسبت ذوق ایمانی جوش مارتا ہے۔ اور اُنس اور شوق ظاہر ہوتا ہے اور التذاذ بذکر اللہ بڑھتا جاتا ہے۔ اور دائمی صحبت طویلہ سے بضرورت یہ اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ وہ اپنی ایمانی قوتون مین اور اخلاقی حالتون مین اور انقطاع عن الدنیا مین اور توجہ الی اللہ مین اور محبت الٰہیہ مین اور شفقت علی العباد مین اور وفا اور رضا اور استقامت مین اُس عالی مرتبہ پر ہین جسکی نظیر دنیا مین دیکھی نہین گئی اور عقل سلیم فی الفور معلوم کرلیتی ہے کہ وہ بند اور زنجیر اُن کے پاؤن سے اُتارے گئے ہین جن مین دوسرے لوگ گرفتار ہین اور وہ تنگی اور انقباض اُن کے سینے سے دور کیا گیا ہے جسکے باعث سے دوسرے لوگون کے سینے منقبض اور کوفتہ خاطر ہین۔ ایسا ہی وہ لوگ تحدیث اور مکالمات حضرت احدیت سے بکثرت مشرف ہوتے ہین۔ اور متواتر اور دائمی خطابات کے قابل ٹھہر جاتے ہین اور حق جل وعلا اور اسکے مستعد بندون مین ارشاد اور ہدایت کے لیے واسطہ گردانے جاتے ہین اُن کی نورانیت دوسرے دلون کو منور کردیتی ہے اور جیسے موسم بہار کے آنے سے نباتی قوتین جوش زن ہوجاتی ہین۔ ایسا ہی اُن کے ظہور سے فطرتی نور طبایع سلیمہ مین جوش مارتے ہین اور خود بخود ہر یک سعید کا دل یہی چاہتا ہے۔ کہ اپنی سعادتمندی کی استعدادون کو بکوشش تمام منصہ ظہور مین لاوے اور خواب غفلت کے پردون سے خلاصی پاوے اور معصیت اور فسق و فجور کے داغون سے اور جہالت اور بیخبری کی ظلمتون سے نجات حاصل کرے۔ سو اُن کے مبارک عہد مین کچھ ایسی خاصیت ہوتی ہے اور کچھ اس قسم کا انتشار نورانیت ہوجاتا ہے کہ ہر یک مومن اور طالب حق بقدر طاقت ایمانی اپنے نفس مین بغیر کسی ظاہری موجب کے انشراح اور شوق و بیداری کا پاتا ہے

اور ہمت کو زیادت اور قوت مین دیکھتا ہے غرض اُنکے اس عطر لطیف سے جو انکو کامل متابعت کی برکت سے حاصل ہوا ہے ہر یک مخلص کو بقدر اپنے اخلاص کے حظ پہنچتا ہے۔ ہان جو لوگ شقی ازلی ہین وہ اس سے کچھ حصہ نہین پاتے۔ بلکہ اور بھی عناد اور حسد اور شقاوت مین بڑھکر ہاویہ جہنم مین گرتے ہین اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے ختم اللہ علی قلوبھم پھر ہم اسی تقریر کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کی غرض سے دوسرے لفظون مین دہرا کر بہ تفصیل لکھتے ہین۔ کہ متبعین قرآن شریف کو جو انعامات ملتے ہین اور جو مواہب خاصہ اُن کے نصیب ہوتے ہین اگرچہ وہ بیان اور تقریر سے خارج ہین۔ مگر اُن مین سے کئی ایک ایسے انعامات عظیمہ ہین جنکو اس جگہ مفصل طور پر بغرض ہدایت طالبین بطور نمونہ لکھنا قرین مصلحت ہے۔ چنانچہ وہ ذیل مین لکھے جاتے ہین۔

ازان جملہ علوم و معارف ہین جو کامل متبعین کو خوان نعمت فرقانیہ سے حاصل ہوتے ہین جب انسان فرقان مجید کی سچی متابعت اختیار کرتا ہے۔ اور اپنے نفس کو اُس کے امر اور نہی کے بکلی حوالہ کر دیتا ہے اور کامل محبت اور اخلاص سے اُس کی ہدایتون مین غور کرتا ہے اور کوئی اغراض صوری یا معنوی باقی نہین رہتے۔ تب اُسکی نظر اور فکر کو حضرت فیاض مطلق کی طرف سے ایک نور عطا کیا جاتا ہے۔ اور ایک لطیف عقل اُسکو بخشی جاتی ہے جس سے عجیب غریب لطایف اور نکات علم الٰہی کے جو کلام الٰہی مین پوشیدہ ہین اُسپر کھلتے ہین اور ابر نیسان کے رنگ مین معارف دقیقہ اُس کے دل پر برستے ہین وہی معارف دقیقہ ہین جنکو قرآن مجید مین حکمت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا یعنے خدا جسکو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جسکو حکمت دی گئی اُسکو خیر کثیر دی گئی ہے یعنے حکمت خیر کثیر پر مشتمل ہے اور جس نے حکمت پائی اُس نے خیر کثیر کو پا لیا سو یہ علوم و معارف جو دوسرے لفظون مین حکمت کے نام سے موسوم ہین یہ خیر کثیر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بحر محیط کے رنگ مین ہین جو کلام الٰہی کے تابعین کو دیے جاتے ہین اور اُن کے فکر اور نظر مین ایک ایسی برکت رکھی جاتی ہے جو اعلیٰ درجہ کے حقایق حقہ اُنکے نفس آئینہ صفت پر منعکس ہوتے رہتے ہین اور کامل صداقتین اُن پر منکشف ہوتی رہتی ہین اور تائیدات الٰہیہ ہر یک تحقیق و تدقیق کے وقت

کچھ ایسا سامان اُن کے لیے میسر کر دیتی ہے جس سے بیان اُنکا ادھورا اور ناقص نہین رہتا اور نہ کچھ غلطی واقع ہوتی ہے۔ سو جو علوم معارف و دقایق حقایق و لطایف و نکات و ادلہ و براہین اُنکو سوجھتے ہین وہ اپنی کمیت اور کیفیت مین ایسے مرتبہ کاملہ پر واقع ہوتے ہین کہ جو خارقِ عادت ہے اور جسکا موازنہ اور مقابلہ دوسرے لوگون سے ممکن نہین کیونکہ وہ اپنے آپ ہی نہین بلکہ تفہیم غیبی اور تائیدِ صمدی اُنکے پیش رو ہوتی ہے۔ اور اُسی تفہیم کی طاقت سے وہ اسرار اور انوار قرآنی اُنپر کھلتے ہین کہ جو صرف عقل کی دود آمیز روشنی سے کھل نہین سکتے۔ اور یہ علوم و معارف جو اُنکو عطا ہوتے ہین۔ جن سے ذات اور صفات الٰہی کے متعلق اور عالم معاد کی نسبت لطیف اور باریک باتین اور نہایت عمیق حقیقتین اُن پر ظاہر ہوتی ہین۔ یہ ایک روحانی خوارق ہین جو بالغ نظرون کی نگاہون مین جسمانی خوارق سے اعلیٰ اور الطف ہین بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ عارفین اور اہل اللہ کا قدر و منزلت دانشمندون کی نظر مین انہین خوارق سے معلوم ہوتا ہے اور یہی خوارق اُن کی منزلت عالیہ کی زینت اور آرایش اور اُنکے چہرہ صلاحیت کی زیبائی اور خوبصورتی ہین کیونکہ انسان کی فطرت مین داخل ہے کہ علوم و معارف حقہ کی ہیبت سب سے زیادہ اُسپر اثر ڈالتی ہے اور صداقت اور معرفت ہر یک چیز سے زیادہ اُسکو پیاری ہے اور اگر ایک زاہد عابد ایسا فرض کیا جائے کہ صاحب مکاشفات ہے اور اخبار غیبیہ بھی اُسے معلوم ہوتے ہین اور ریاضات شاقہ بھی بجا لاتا ہے اور کئی اور قسم کے خوارق بھی اُس سے ظہور مین آتے ہین مگر علم الٰہی کے بارہ مین سخت جاہل ہے۔ یہان تک کہ حق اور باطل مین تمیز ہی نہین کر سکتا۔ بلکہ خیالات فاسدہ مین گرفتار اور عقاید غیر صحیحہ مین مبتلا ہے ہر ایک بات مین خام اور ہر ایک رائے مین فاش غلطی کرتا ہے۔ تو ایسا شخص طبایع کی نظر مین نہایت حقیر اور ذلیل معلوم ہوگا اس کی یہی وجہ ہے کہ جس شخص سے دانا انسان کو جہالت کی بدبو آتی ہے اور کوئی احمقانہ کلمہ اُس کے منہ سے سن لیتا ہے تو فی الفور اُس کی طرف سے دل متنفر ہو جاتا ہے اور پھر وہ شخص عاقل کی نظر مین کسی طور سے قابل تعظیم نہین ٹھہر سکتا۔ اور گو کیسا ہی زاہد عابد کیون نہو کچھ حقیر سا معلوم ہوتا ہے پس انسان کی اس فطرتی عادت سے ظاہر ہے کہ خوارق روحانی یعنے علوم و معارف اُسکی نظر مین اہل اللہ کے لیئے شرط لازمی اور اکابر دین

کی شناخت کے لیئے علامات خاصہ اور ضروریہ ہین پس یہ علامتین فرقان شریف کی کامل
تابعین کو اکمل اور اتم طور پر عطا ہوتی ہین اور باوجودیکہ اُن مین اکثرون کی سرشت پر اُمیت
غالب ہوتی ہے۔ اور علوم رسمیہ کو باستیفا حاصل نہین کیا ہوتا۔ لیکن نکات اور لطایف
علم الٰہی مین اسقدر اپنے ہمعصرون سے سبقت لیجاتے ہین کہ بسا اوقات بڑے بڑے مخالف
اُن کی تقریرون کو سنکر یا اُن کی تحریرون کو پڑھکر اور دریاے حیرت مین پڑکر بلا اختیار بول
اُٹھتے ہین۔ کہ اُن کے علوم و معارف ایک دوسرے عالم سے ہین جو تائیدات الٰہی کے
رنگ خاص مین رنگین ہین۔ اور اُسکا ایک یہ بھی ثبوت ہے کہ اگر کوئی منکر بطور مقابلہ کے
الٰہیات کے مباحث مین سے کسی بحث مین اُنکی محققانہ اور عارفانہ تقریرون کے ساتھ کسی
تقریر کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ تو اخیر پر بشرط انصاف و دیانت اُسکو اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ صداقت حقہ
اُسی تقریر مین تھی جو اُن کے منہ سے نکلی تھی۔ اور جیسے جیسے بحث عمیق ہوتی جائیگی بہت سے
لطیف اور دقیق براہین ایسے نکلتے آئین گے جنسے روز روشن کی طرح اُنکا سچا ہونا کھلتا
جائیگا۔ چنانچہ ہریک طالب حق پر اُنکا ثبوت ظاہر کرنے کے لیئے ہم آپ ہی ذمہ وار ہین از انجملہ
ایک عصمت بھی ہے جسکو حفظ الٰہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور یہ عصمت بھی قرآن مجید کے کامل تابعین
کو بطور خارق عادت ہوتی ہے۔ اور اس جگہ عصمت سے مراد ہماری یہ ہے کہ وہ ایسے نالایق
اور مذموم عادات اور خیالات اور اخلاق اور افعال سے محفوظ رکھے جاتے ہین جن مین
دوسرے لوگ دن رات آلودہ اور ملوث نظر آتے ہین اور اگر کوئی لغزش بھی ہو جائے تو
رحمت الٰہیہ جلدتر اُنکا تدارک کر لیتی ہے یہ بات ظاہر ہے کہ عصمت کا مقام نہایت نازک
اور نفس امارہ کے مقتضیات سے نہایت دور پڑا ہوا ہے۔ جسکا حاصل ہونا بجز توجہ الٰہی
ممکن نہین۔ مثلاً اگر کسی کو یہ کہا جائے کہ وہ صرف ایک کذب اور دروغ گوئی کی عادت سے
اپنے جمیع معاملات اور بیانات اور حرفون اور پیشون مین قطعی طور پر باز رہے۔ تو یہ اُسکے
لیئے مشکل اور ممتنع ہو جاتا ہے بلکہ اس کام کے کرنے کے لیئے کوشش اور سعی بھی کرے تو
اسقدر موانع اور عوایق اُسکو پیش آتے ہین کہ بالآخر خود اُسکا یہ اصول ہو جاتا ہے۔ کہ
دنیاداری مین جھوٹ اور خلاف گوئی سے پرہیز کرنا ناممکن ہے۔ مگر اُن سعید لوگون کے

لیے جو سچی محبت اور پرجوش ارادت سے فرقان مجید کی ہدایتوں پر چلنا چاہتے ہین صرف یہی امر آسان نہین کیا جاتا کہ وہ دروغ گوئی کی قبیح عادت سے باز رہین بلکہ وہ ہر ناکردنی اور ناگفتنی کے چھوڑنے پر قادر مطلق سے توفیق پاتے ہین اور خداتعالی اپنی رحمت کاملہ سے ایسی تقریبات شنیعہ سے اُنکو محفوظ رکھتا ہے جن سے وہ ہلاکت کے ورطون مین پڑین کیونکہ وہ دنیا کا نور ہوتے ہین اور اُنکی سلامتی مین دنیا کی سلامتی اور اُنکی ہلاکت مین دنیا کی ہلاکت ہوتی ہے اسی جہت سے وہ اپنے ہر یک خیال اور علم اور فہم اور غضب اور شہوت اور خوف اور طمع اور تنگی اور فراخی اور خوشی اور غمی اور عسر اور یسر مین تمام نالایق باتون اور فاسد خیالون اور نادرست علمون اور ناجایز عملون اور بیجا فہمون اور ہر یک افراط اور تفریط نفسانی سے بچائے جاتے ہین اور کسی مذموم بات پر ٹھہرنا نہین پاتے - کیونکہ خود خداوند کریم عزّ اسمہ اُنکی تربیت کا متکفل ہوتا ہے - اور جس شاخ کو اُس کے شجرۂ طیبہ مین خشک دیکھتا ہے اُسکو فی الفور اپنے مربیانہ ہاتھ سے کاٹ ڈالتا ہے - اور حمایت الٰہی ہر دم اور ہر لحظہ اُنکی نگرانی کرتی رہتی ہے - اور یہ نعمت محفوظیت کی جو اُنکو عطا ہوتی ہے یہ بھی بغیر ثبوت نہین - بلکہ زیرک انسان کسی قدر صحت سے اپنی پوری تسلی سے اُسکو معلوم کر سکتا ہے - از انجملہ ایک مقام توکل ہے جس پر نہایت مضبوطی سے اُنکو قایم کیا جاتا ہے اور اُن کے غیر کو وہ چشمۂ صافی ہرگز میسر نہین آ سکتا - بلکہ انہین کے لیے وہ خوشگوار اور موافق کیا جاتا ہے اور نورِ معرفت ایسا اُنکو تھامے رہتا ہے کہ وہ بسا اوقات طرح طرح کی بے سامانی مین ہوکر اور اسباب عادیہ سے بکلی اپنے تئین دور پاکر پھر بھی ایسی بشاشت اور انشراح خاطر سے زندگی بسر کرتے ہین اور ایسی خوشحالی سے دنون کو کاٹتے ہین کہ گویا اُن کے پاس ہزارہا خزاین ہین اُن کے چہرون پر تونگری کی تازگی نظر آتی ہے اور صاحب دولت ہونے کی مستقل مزاجی دکھائی دیتی ہے - اور تنگیون کی حالت مین بکمال کشادہ دلی اور یقین کامل اپنے مولیٰ کریم پر بھروسہ رکھتے ہین - سیرت ایثار اُنکا مشرب ہوتا ہے - اور خدمت خلق اُن کی عادت ہوتی ہے اور کبھی انقباض اُنکی حالت مین راہ نہین پاتا - اگرچہ سارا جہان اُنکا عیال ہو جائے - اور فی الحقیقت خداتعالی کی ستاری مستوجب شکر ہے - جو ہر جگہ اُن کی پردہ

پرورش کرتی ہے اور قبل اسکے جو کوئی آفت فوق الطاقت نازل ہو اُنکو دامن عاطفت میں
لے لیتی ہے۔ کیونکہ اُن کے تمام کامون کا خدا متولی ہوتا ہے جیسا کہ اُس نے آپ ہی
فرمایا ہے وھو یتولی الصالحین لیکن دوسرون کو دنیاداری کے دل آزار اسباب
مین چھوڑا جاتا ہے۔ اور وہ خارق عادت سیرت جو خاص اُن لوگون کے ساتھ ظاہر کی
جاتی ہے کسی دوسرے کے ساتھ ظاہر نہین کی جاتی۔ اور یہ خاصا انکا بھی صحبت سے بہت جلد
ثابت ہو سکتا ہے۔ ازانجملہ ایک مقام محبت ذاتی کا ہے جسپر قرآن شریف کے کامل
متبعین کو قایم کیا جاتا ہے۔ اور اُن کے رگ و ریشہ مین اسقدر محبت الٰہیہ تاثیر کر جاتی ہے
کہ اُن کے وجود کی حقیقت بلکہ اُن کی جان کی جان ہو جاتی ہے۔ اور محبوب حقیقی سے ایک
عجیب طرح کا پیار اُن کے دلون مین جوش مارتا ہے۔ اور ایک خارق عادت انس اور
شوق اُن کے قلوب صافیہ پر مستولی ہو جاتا ہے کہ جو غیر سے بکلی منقطع اور گسستہ کر دیتا ہے
اور آتش عشق الٰہی ایسی افروختہ ہوتی ہے کہ جو ہم صحبت لوگون کو اوقات خاصہ مین بدیہی
طور پر مشہور اور محسوس ہوتی ہے۔ بلکہ اگر محبان صادق اُس جوش محبت کو کسی حیلہ اور
تدبیر سے پوشیدہ رکھنا بھی چاہین تو یہ اُن کے لیے غیر ممکن ہو جاتا ہے جیسے عشاق
مجازی کے لیے بھی یہ بات غیر ممکن ہے کہ وہ اپنے محبوب کی محبت کو جسکے دیکھنے کے لیے
دن رات مرتے ہین اپنے رفیقون اور ہمصحبتون سے چھپائے رکھین۔ بلکہ وہ عشق جو اُنکے
کلام اور اُنکی صورت اور اُنکی آنکھ اور اُنکی وضع اور اُنکی فطرت مین گھس گیا ہے اور اُن کے
بال بال سے مترشح ہو رہا ہے وہ اُن کے چھپانے سے ہرگز چھپ ہی نہین سکتا۔ اور ہزار
چھپائین کوئی نہ کوئی نشان اُسکا نمودار ہو جاتا ہے اور سب سے بزرگتر اُن کے صدق قدم کا
نشان یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب حقیقی کو ہر یک چیز پر اختیار کر لیتے ہین اور اگر آلام اُس کی طرف
سے پہنچین تو محبت ذاتی کے غلبہ سے برنگ انعام اُنکو مشاہدہ کرتے ہیں اور عذاب کو
شربت عذب کی طرح سمجھتے ہین کسی تلوار کی تیز دھار اُن مین اور اُن کے محبوب مین جدائی
نہین ڈال سکتی اور کوئی بلیۂ عظمیٰ اُنکو اپنے اس پیارے کی یادداشت سے روک نہین
سکتے اُسی کو اپنی جان سمجھتے ہین اور اُسی کی محبت مین لذات پاتے اور اُسی کی ہستی

کو ہستی خیال کرتے ہین - اور اُسی کے ذکر کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دیتے ہین اگر چاہتے ہین تو اُسی کو اگر آرام پاتے ہین تو اُسی سے تمام عالم مین اُسی کو رکھتے ہین اور اُسی کے ہو رہتے ہین - اُسی کے لیے جیتے ہین اُسی کے لیئے مرتے ہین عالم مین رہکر پھر بے عالم ہین اور باخود ہو کر بھی بے خود ہین نہ عزت سے کام رکھتے ہین نہ نام سے - نہ اپنی جان سے نہ اپنے آرام سے بلکہ سب کچھہ ایک کے لیئے کھوہ بیٹھتے ہین - اور ایک کے پانے کے لیئے سب کچھہ دے ڈالتے ہین لا یدرک آتش سے جلتے جاتے ہین اور کچھہ بیان نہین کر سکتے - کہ کیون جلتے ہین اور تفہیم اور تفہم سے صم بکم ہوتے ہین اور ہر یک مصیبت اور ہر یک رسوائی کے سہنے کو طیار رہتے ہین اور اُس سے لذت پاتے ہین -

عشق است کہ برخاک مذلت غلطاند عشق است کہ بر آتش سوزان بنشاند
کس بہر کسے سر ندہد جان نہ فشاند عشق است کہ این کار بصد صدق کناند

انسان جملہ اخلاق فاضلہ ہین جیسے - سخاوت - شجاعت - ایثار - علو ہمت - وفور شفقت حلم حیا - مودت یہ تمام اخلاق بہی بوجہ احسن اور انسب اُنہین سے صادر ہوتے ہین اور وہی لوگ بہ یمن متابعت قرآن شریف وفاداری سے اخیر عمر تک ہر یک حالت مین انکو بخوبی و شائستگی انجام دیتے ہین اور کوئی انقباض خاطر اُنکو ایسا پیش نہین آتا کہ جو خلاق حسنہ کی کما ینبغی صادر ہونے سے اُنکو روک سکے ماحصل بات یہ ہے کہ جو کچھہ خوبی علمی یا عملی یا اخلاقی انسان سے صادر ہو سکتی ہے وہ صرف انسانی طاقتون سے صادر نہین ہو سکتی بلکہ اصل موجب اُسکے صدور کا فضل الہی ہے پس چونکہ یہ لوگ سب سے زیادہ مورد فضل الہی ہوتے ہین اس لیئے خود خداوند کریم اپنے تفضلات نا متناہی سے تمام خوبیون سے انکو متمتع کرتا ہے یا دوسرے لفظون مین یون سمجھو کہ حقیقی طور پر بجز خدا تعالی کے اور کوئی نیک نہین تمام اخلاق فاضلہ اور تمام نیکیان اُسی کے لیے مسلّم ہین پھر جسقدر کوئی اپنے نفس اور ارادت سے فانی ہو کر اُس ذات خیر محض کا قرب حاصل کرتا ہے اُسیقدر اخلاق البتہ اُسکے نفس پر منعکس ہوتی ہین پس بندہ کو جو جو خوبیان اور سچی تہذیب حاصل ہوتی ہے وہ خدا ہی کے قرب سے حاصل ہوتی ہے اور ایسا ہی چاہیے تہا کیونکہ مخلوق فی ذاتہ

کچھ چیز نہین ہے۔ سو اخلاق فاضلہ آلہیہ کا انعکاس اُنہین کے دلون پر ہوتا ہے کہ جو لوگ قرآن شریف کا کامل اتباع کرتے ہین ۔ اور تجربہ صحیحہ بتلا سکتا ہے ۔ کہ جس مشرب صافی اور روحانی ذوق اور محبت سے بھرے ہوئے جوش سے اخلاقِ فاضلہ اُن سے صادر ہوتے ہین ۔ اُس کی نظیر دنیا مین نہین پائی جاتی ۔ اگرچہ منہ سے ہر یک شخص دعوے کر سکتا ہے اور لاف و گزاف کے طور پر ہر یک کی زبان چل سکتی ہے مگر جو تجربہ صحیحہ کا تنگ دروازہ ہے اُس دروازے سے سلامت نکلنے والے یہی لوگ ہین اور دوسرے لوگ اگر کچھ اخلاق فاضلہ ظاہر کرتے بھی ہین تو تکلف اور تصنع سے ظاہر کرتے ہین اور اپنی آلودگیون کو پوشیدہ رکھکر اور اپنی بیماریون کو چھپا کر اپنی جھوٹی تہذیب دکھلاتے ہین اور ادنی ادنی امتحانون مین اُن کی قلعی کھل جاتی ہے ۔ اور تکلف اور تصنع اخلاق فاضلہ کے ادا کرنے مین اکثر وہ اس لیئے کرتے ہین کہ اپنی دنیا اور معاشرت کا حسن انتظام اسی مین دیکھتے ہین ۔ اور اگر اپنی اندرونی آلایشون کی ہر جگہ پیروی کرین تو پھر مہمات معاشرت مین خلل پڑتا ہے ۔ اور اگرچہ بقدر استعداد فطرتی کے کچھ تخم اخلاق کا اُن مین بھی ہوتا ہے ۔ مگر وہ اکثر نفسانی خواہشون کے کانٹون کے نیچے دبا رہتا ہے ۔ اور بغیر آمیزش اغراض نفسانی سے خالصاً للہ ظاہر نہین ہوتا ۔ چہ جائیکہ اپنے کمال کو پہنچے اور خالصاً للہ اُنہین مین وہ تخم کمال کو پہنچتا ہے ۔ کہ جو خدا کے ہو رہتے ہین ۔ اور جن کے نفوس کو خدا تعالی غیریت کی لوث سے بکلی خالی پاکر خود اپنے پاک اخلاق سے بھر دیتا ہے ۔ اور اُن کے دلون مین وہ اخلاق ایسے پیارے کر دیتا ہے جیسے وہ اُسکو آپ پیارے ہین پس وہ لوگ فانی ہونے کی وجہ سے تخلق باخلاق اللہ کا ایسا مرتبہ حاصل کر لیتے ہین کہ گویا وہ خدا کا ایک آلہ ہو جاتے ہین جسکی توسط سے وہ اپنے اخلاق ظاہر کرتا ہے ۔ اور انکو بھوکے اور پیاسے پاکر وہ آب زلال اُنکو اپنے اُس خاص چشمہ سے پلاتا ہے جس مین کسی مخلوق کو علی وجہ الاصالت اُس کے ساتھ شرکت نہین ۔ اور منجملہ اُن عطیات کے ایک کمالِ عظیم جو قرآن شریف کے کامل تابعین کو دیا جاتا ہے عبودیت ہے یعنے باوجود بہت سے کمالات کے ہر وقت نقصان ذاتی اپنا پیش نظر رکھتے ہین اور بشہود کبریائی حضرت باریتعالی ہمیشہ تذلل اور نیستی اور انکسار مین رہتے ہین اور اپنی اصل حقیقت ذلت اور مفلسی اور

ناداری اور تقصیری اور خطا داری سمجھتے ہین اور اُن تمام کمالات کو جو اُنکو دیے گئے ہین اُس عارضی روشنی کی مانند سمجھتے ہین جو کسی وقت آفتاب کی طرف سے دیوار پر پڑتی ہے جسکو حقیقی طور پر دیوار سے کچھ بھی علاقہ نہین ہوتا ۔ اور لباس مستعار کی طرح معرض زوال مین ہوتی ہے بس وہ تمام خیر و خوبی خدا ہی مین محصور رکھتے ہین اور تمام نیکیون کا چشمہ اُسی کی ذات کامل کو قرار دیتے ہین اور صفات الٰہیہ کے کامل شہود سے اُن کے دل مین حق الیقین کے طور پر بھر جاتا ہے کہ ہم کچھ چیز نہین ہین ۔ یہان تک کہ وہ اپنے وجود اور ارادہ اور خواہش سے بکلی کھوئے جاتے ہین ۔ اور عظمتِ الٰہی کا پر جوش دریا اُن کے دلون پر ایسا محیط ہو جاتا ہے کہ ہزار ہا طور کی نیستی اُن پر وارد ہو جاتی ہے اور شرکِ خفی کے ہر یک رگ و ریشہ سے بکلی پاک اور منزہ ہو جاتے ہین ۔ اور منجملہ اُن عطیات کے ایک یہ ہے کہ اُن کی معرفت اور خدا شناسی بذریعہ کشوفِ صادقہ و علوم لدنیہ و الہامات صریحہ و مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت و دیگر خوارق عادت بدرجہ اکمل و اتم پہنچائی جاتی ہے ۔ یہان تک کہ اُن مین اور عالم ثانی مین ایک نہایت رقیق اور شفاف حجاب باقی رہجاتا ہے ۔ جس مین سے اُن کی نظر عبور کر کے واقعاتِ اخروی کو اسی عالم مین دیکھ لیتی ہے برخلاف دوسرے لوگون کے کہ جو بباعث پر ظلمت ہونے اپنی کتابون کے اس مرتبہ کاملہ تک ہرگز نہین پہنچ سکتے ۔ بلکہ اُن کی کج تعلیم کتابین اُن کے حجابون پر اور بھی صدہا حجاب ڈالتی ہین ۔ اور ہماری کو آگے سے آگے بڑھا کر موت تک پہنچاتے ہین اور فلسفی جن کے قدمون پر آجکل برہمو سماج والے چلتے ہین اور جنکے مذہب کا سارا مدار عقلی خیالات پر ہے وہ اپنے طریق مین ناقص ہین اور اُن کے نقصان پر یہی دلیل کافی ہے ۔ کہ اُن کی معرفت باوجود صدہا طرح کی غلطیون کی نظری وجوہ سے تجاوز نہین کرتی اور قیاسی اٹکلون سے آگے نہین بڑھتی اور ظاہر ہے کہ جس شخص کی معرفت صرف نظری غور تک محدود ہے اور وہ بھی کئی طرح کی خطا کی آلودگی سے ملوث ۔ وہ شخص بمقابلہ اُس شخص کے جسکا عرفان ہدایت کے مرتبہ تک پہنچگیا ہے اپنی علمی حالت مین نقاہت و بیت اور تنزل ہے ظاہر ہے کہ نظر اور فکر کے مرتبہ کے آگے ایک مرتبہ ہدایت اور شہود کا باقی ہے یعنے جو امور نظری اور فکری طور پر معلوم

ہوتے ہین وہ ممکن ہین کہ کبھی اور ذریعہ سے بدیہی اور مشہور طور پر معلوم ہون۔ سو یہ مرتبہ
ہدایت کا عند العقل ممکن الوجود ہے۔ اور گو برہمو سماج والے اُس مرتبہ کے وجود فی الخارج
سے انکار ہی کرین پر اس بات سے اُنہین انکار نہین کہ وہ مرتبہ اگر خارج مین پایا جاوے
تو بلاشبہ اعلیٰ واکمل ہے اور جو نظر اور فکر مین خفا یا باقی رہجاتے ہین اُنکا ظہور اور بروز
اُسی مرتبہ پر موقوف ہے۔ اور خود اس بات کو کون نہین سمجھ سکتا۔ کہ ایک امر کا بدیہی طور پر
کھل جانا نظری طور سے اعلیٰ اور اکمل ہے مثلاً اگر مصنوعات کو دیکھکر دانا اور سلیم الطبع انسان
کا اسطرف خیال آسکتا ہے کہ ان چیزون کا کوئی صانع ہوگا۔ مگر نہایت بدیہی اور روشن
طریق معرفت الٰہی کا جو اُس کے وجود پر بڑی ہی مضبوط دلیل ہے۔ وہ یہ ہے کہ اُس کے
بندون کو الہام ملتا ہے اور قبل اس کے جو حقایق اشیاء کا انجام کھلے اُن پر کھولا جاتا ہے
اور وہ اپنے معروضات مین حضرت احدیت سے جوابات پاتے ہین اور ان سے مکالمات
اور مخاطبات ہوتے ہین۔ اور بہ نظر کشفی اُنکو عالم ثانی کے واقعات دکھلائے جاتے ہین
اور جزا سزا کی حقیقت پر مطلع کیا جاتا ہے۔ اور دوسرے کئی طور کے اسرار اُخروی اُن
پر کھولے جاتے ہین۔ اور کچھ شک نہین کہ یہ تمام امور علم الیقین کو اتم اور اکمل مرتبہ تک پہنچاتے
ہین اور نظری ہونے کے عمیق نشیب سے ہدایت کے بلند مینار تک لیجاتے ہین۔ بالخصوص
مکالمات او مخاطبات حضرت احدیت ان سب اقسام سے اعلیٰ ہین کیونکہ اُن کے
ذریعہ سے صرف اخبار غیبیہ ہی معلوم نہین ہوتے۔ بلکہ عاجز بندہ پر جو مولیٰ کریم کی
عنایتین ہین اُن سے بھی اطلاع دی جاتی ہے اور ایک لذیذ اور مبارک کلام سے ایسی
تسلی اور تشفی اُسکو عطا ہوتی ہے اور خوشنودی حضرت باری تعالیٰ سے مطلع کیا جاتا
ہے جس سے بندہ مکروہات دُنیا کا مقابلہ کرنے کے لیئے بڑی قوت پاتا ہے گویا صبر اور
استقامت کے پہاڑ اُسکو عطا کیے جاتے ہین۔ اسی طرح بذریعہ کلام اعلیٰ درجہ کے علوم
اور معارف بھی بندہ کو سکھلائے جاتے ہین اور وہ اسرار خفیہ اور دقایق عمیقہ بتلائے
جاتے ہین۔ کہ جو بغیر تعلیم خاص ربانی کے کسی طرح معلوم نہین ہوسکتے اور اگر کوئی یہ
شبہ پیش کرے۔ کہ یہ تمام امور جنکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ قرآن شریف کے کامل اتباع

سے حاصل ہوتے ہین کیونکہ اسلام مین اُنکا تحقق فی الخارج ہونا بہ پایہ ثبوت پہنچ سکتا ہے ۔
تو اس وہم کا جواب یہ ہے کہ صحبت سے ۔ اور اگرچہ ہم کئی مرتبہ لکھہ چکے ہین لیکن بغیر اندیشہ طول
کے پہر مکرر ہر یک مخالف پر ظاہر کرتے ہین کہ فی الحقیقہ یہ دولت عظمیٰ اسلام مین پائی جاتی
ہے کسی دوسرے مذہب مین ہرگز پائی نہین جاتی اور طالب حق کے لیئے اس کے ثبوت
کے بارے مین ہم آپ ہی ذمہ وار ہین بشرط صحبت وحسن ارادت وتحقق مناسبت اور صبر
اور ثبات کے یہ امور ہر یک طالب پر بقدر استعداد اور لیاقت ذاتی اُس کے کہل سکتے ہین
اور ان امور مین سے جو اخبار غیبیہ ہین ۔ اُنکی نسبت یہ شبہہ ہرگز نہین کرنا چاہیے ۔ جو اس کام
مین رمال ومنجم بہی شریک ہین ۔ کیونکہ یہ قوم کسی خاص فن یا قواعد کے ذریعہ سے اخبار غیبیہ کو
نہین بتلاتی ۔ اور نہ غیب دان ہونے کا دعوے کرتی ہے ۔ بلکہ خداوند کریم جو اُن پر مہربان
ہین اور اُنکے حال پر ایک خاص عنایات وتوجہات رکھتا ہے وہ بعض مصالحہ کے لحاظ سے
بعض امور پیش از وقوع اُنکو بتلا دیتا ہے تا کہ جس کام کا اُس نے ارادہ کیا ہے بوجہ احسن
انجام کو پہنچ جائے ۔ مثلاً وہ خلق اللہ پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ فلان بندہ موید من اللہ ہے
اور جو کچہہ انعامات اور اکرامات وہ پاتا ہے وہ معمولی اور اتفاقی طور پر نہین ۔ بلکہ خاص
ارادہ و توجہ الٰہی سے ظہور مین آتے ہین اسی طرح جو کچہہ فتح ونصرت اور اقبال وعزت
اسکو ملتی ہے ۔ وہ کسی تدبیر اور حیلہ کے ذریعہ سے نہین بلکہ خدا ہی نے چاہا ہے کہ اسکو غلبہ
بخشے اور اپنی تائیدات اُسکے شامل حال کرے پس وہ کریم اور رحیم اس مقصود کے ثابت کرنے
کی غرض سے اُن انعامات اور فتوح سے پہلے بطور پیشگوئی اُن نعمتون کے عطا کرنے کی بشارت
دیدیتا ہے ۔ سو ان پیشگوئیون سے مقصود بالذات اخبار غیبیہ نہین ہوتین بلکہ مقصود بالذات
یہ ہوتا ہے کہ تا یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ وہ شخص موید من اللہ اور اُن خاص
لوگون مین سے ہے جنکی تائید کے لیے عنایات حضرت عزت خاص طور پر تجلی کرتی ہین پس اس تقریر سے
ظاہر ہے کہ اُس موید من اللہ کو منجم وغیرہ سے کچہہ بہی نسبت نہین اور اُسکی پیشگوئیان اصل
مقصود کی شناخت کے لیئے علامات وآثار ہین ماسوا اسکے جن لوگون کو خدا تعالیٰ خاص اپنے
لئے چُن لیتا ہے ۔ اور اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور اپنی گروہ مین داخل کرتا ہے اُن مین

صرف یہی علامتیں نہیں۔ کہ وہ پوشیدہ چیزیں بتلاتی ہیں تا اُنکا حال نجومیوں اور جوتشیوں
اور رمالوں اور کاہنوں کے حال سے مشتبہ ہو جائے۔ اور کچھ مابہ الامتیاز باقی نہ رہے بلکہ
اُن کے شامل حال ایک عظیم الشان نور ہوتا ہے جسکے مشاہدہ کے سبب سے طالبِ صادق بھی
طور پر اُنکو شناخت کرسکتا ہے۔ اور حقیقت میں وہی ایک نور ہے جو اُن کے ہر ایک قول اور فعل
اور حال اور قال اور عقل اور فہیم اور ظاہر اور باطن پر محیط ہو جاتا ہے اور صد ہا شاخیں اُس کی ممتد
ہو جاتی ہیں اور رنگا رنگ کی صورتوں میں جلوہ فرماتا ہے وہی نورِ شدائد اور مصائب کی وقتوں
میں صبر کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور استقامت اور رضا کے پیرایہ میں اپنا چہرہ دکھاتا ہے
تب یہ لوگ جو اس نور کے مورد ہیں آفات عظیمہ کے مقابلہ پر جبال راسیات کی طرح دکھائی
دیتے ہیں اور جن صدمات کی ادنیٰ مس سے ناآشنا لوگ روتے اور چلاتے ہیں بلکہ قریب
بمرگ ہو جاتے ہیں۔ اُن صدمات کے سخت زور آور حملوں کو یہ لوگ کچھ چیز نہیں سمجھتے۔ اور
فی الفور عنایت الٰہی کے کنار عاطفت میں اُنکو کھینچ لیتی ہے اور کوئی خامی اور بے صبری اُن سے
ظاہر نہیں ہوتی۔ بلکہ محبوب حقیقی کے ایلام کو برنگ انعام دیکھتے ہیں۔ اور بکشادگی سینہ و انشراح
خاطر اُسکو قبول کرتے ہیں۔ بلکہ اُس سے متلذذ ہوتے ہیں۔ کیونکہ طاقتوں اور قوتوں اور
صبروں کے پہاڑ اُن کی طرف روان کیئے جاتے ہیں۔ اور محبت الٰہیہ کی پرجوش موجیں
غیر کی یادداشت سے اُنکو روک لیتی ہیں۔ پس اُن سے ایک ایسی برداشت ظہور میں آتی ہے
کہ جو خارق عادت ہے اور جو کسی بشر سے بلا تائید الٰہی ممکن نہیں اور ایسا ہی وہ نور اجات کے
وقتوں میں قناعت کی صورت میں اُن پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ سو دنیا کی خواہشوں سے ایک عجیب
طور کی برودت اُن کے دلوں میں پیدا ہو جاتی ہے کہ بدبودار چیز کی طرح دنیا کو سمجھتے ہیں اور
یہی دنیوی لذات جن کے حظوظ پر دنیادار لوگ فریفتہ ہیں و بشوق تمام اُن کے جویان اور
ان کے زوال سے سخت ہراسان ہیں یہ اُنکی نظر میں بغایت درجہ ناچیز ہو جاتے ہیں اور تمام
سرور اپنا اسی میں پاتے ہیں کہ مولیٰ حقیقی کی وفا اور محبت اور رضا سے دل بھر رہے۔ اور اسی کے
ذوق اور شوق اور اُنس سے اوقات معمور رہیں۔ اُس دولت سے بیزار ہیں کہ جو اُس کی خلاف مرضی
ہے۔ اور اُس عزت پر خاک ڈالتے ہیں جس میں مولیٰ کریم کی ارادت نہیں۔ اور ایسا ہی وہ نور

کبھی فراست کے لباس مین ظاہر ہوتا ہے اور کبھی قوت نظریہ کی بلند پروازی مین اور کبھی قوت
عملیہ کی حیرت انگیز کارگزاری مین کبھی حلم اور رفق کے لباس مین اور کبھی درشتی اور غیرت
کے لباس مین کبھی سخاوت اور ایثار کے لباس مین ۔کبھی شجاعت اور استقامت کے لباس
مین کبھی کسی خلق کے لباس مین اور کبھی مخاطبات حضرت احدیت کے لباس مین ۔اور کبھی
کشوف صادقہ اور اعلامات واضحہ کے رنگ مین یعنے جیسا موقعہ پیش آتا ہے اُس موقعہ
کے مناسب حال وہ نور حضرت واہب الخیر کی طرف سے جوش مارتا ہے ۔ نور ایک ہی ہے
اور یہ تمام اُسکی شاخین ہین ۔جو شخص فقط ایک شاخ کو دیکھتا ہے اور صرف ایک ٹہنی پر نظر
رکھتا ہے ۔اُس کی نظر محدود رہتی ہے ۔اس لیے بسا اوقات وہ دھوکا کھا لیتا ہے ۔لیکن
جو شخص یکجائی نگاہ سے اُس شجرہ طیبہ کی تمام شاخون پر نظر ڈالتا ہے ۔اور اُن کے انواع و
اقسام کے پھلون اور شگوفون کی کیفیت معلوم کرتا ہے وہ روز روشن کی طرح اُن انوار
کو دیکھ لیتا ہے اور نورانی جلال کی کھچی ہوئی تلوارین اُسکے تمام گھمنڈون کو توڑ ڈالتی ہین
شاید اس جگہ بعض طبایع پر یہ اشکال پیش آوین ۔کہ کیونکر اُن کمالات کو وہ لوگ بھی پا
لیتے ہین کہ جو نہ نبی ہین نہ رسول لیکن جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہین یہ اشکال ایک ناچیز
وہم ہے کہ اُن لوگون کے دلون پکڑتا ہے کہ جو اسلام کی اصل حقیقت سے ناواقف ہین ۔اگر
نبیون کے تابعین کو اُن کے کمالات اور علوم اور معارف مین اعلیٰ وجہ التبعیت شرکت نہ ہو
تو باب وراثت کا بکلی مسدود ہو جاتا ہے ۔یا بہت ہی تنگ اور منقبض رہ جاتا ہے ۔کیونکہ یہ
معنے بکلی منافی وراثت ہے کہ جو کچھ فیوض حضرت مبداء فیض سے اُس کے رسولون اور نبیون
کو ملتے ہین اور جس نورانیت یقین اور معرفت تک اُن مقدسون کو پہنچایا جاتا ہے اُس شربت
سے اُن کے تابعین کے حلق محض ناآشنا ہین ۔اور صرف خشک اور ظاہری باتون سے ہی
اُنکے آنسو پونچھے جائین ۔ایسی تجویز سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ حضرت فیاض مطلق کی ذات مین
بھی ایک قسم کا بخل ہو ۔اور نیز اس سے کلام الٰہی اور رسول مقبول کی عظمت اور بزرگی کی
کسر شان لازم آتی ہے کیونکہ کلام الٰہی کی اعلیٰ تاثیرین اور نبی معصوم کی قوت قدسیہ کے کمالات
یہی ہین کہ انوار دائمہ کلام الٰہی کے ہمیشہ قلوب صافیہ اور مستعدہ کو روشن کرتے رہین

نہ یہ کہ تاثیر اُن کی کلی معطل ہو یا صرف معدودے چند تک ہو کر ہمیشہ کے لیے باطل ہو جائے بلکہ
ایل القوت دوا کی طرح فقط نام ہی تاثیر کا باقی رہجائے۔ ماسوا اِس کے جبکہ ایک حقیقت واقعی
طور پر ہر عہد اور ہر زمانہ مین خارج مین متحقق الوجود چلی آتی ہے۔ اور اب بھی متحقق الوجود ہے اور
شہادات متکاثرہ سے اُسکا ثبوت بدیہی طور پر مل سکتا ہے تو پھر ایسی روشن صداقت سے کیونکر
کوئی منصف انکار کرسکتا ہے اور ایسی کھلی کھلی سچائی کیونکر اور کہان چھپ سکتی ہے۔ حالانکہ قیاس
بھی یہی چاہتا ہے کہ جب تک درخت قایم ہون اُسکو پھل بھی لگے رہتے ہین ہان جو درخت
خشک ہو جائے یا جڑھ سے کاٹا جائے اُسکے پھلون کی توقع رکھنا محض نادانی ہے۔ پس جس
حالت مین فرقان مجید وہ عظیم الشان وسبز و شاداب درخت ہے جسکی جڑہین زمین کے نیچے تک
اور شاخین آسمان تک پہنچی ہوئی ہین تو پھر ایسے شجر طیبہ کے پھلون سے کیونکر انکار ہوسکتا ہے
اُس کے پھل بدیہی الظہور ہین جنکو ہمیشہ لوگ کھاتے رہتے ہین اور آیندہ بھی کھائین گے
اور یہ بات بعض نادانون کی بالکل بیہودہ اور غلط ہے کہ اس زمانہ مین کسی کو ان پھلون
تک گذر ہی نہین۔ بلکہ اُنکا کھانا پہلے لوگون کے ہی حصہ مین تھا۔ اور وہی خوش نصیب لوگ تھے
جنھون نے وہ پھل کھائے۔ اور اُن سے متمتع ہوئے۔ اور اُن بعد بدنصیب لوگ پیدا ہوئے جنکو مالک نے
باغ کے اندر آنے سے روک دیا۔ خدا کسی ذی استعداد کی استعداد کو ضایع نہین کرتا۔ اور کسی
سچے طالب پر اُس کے فیض کا دروازہ بند نہین ہوتا۔ اور اگر کسی کے خیال باطل مین یہ سمایا
ہوا ہے کہ کسی وقت کسی زمانہ مین فیوض الٰہی کا دروازہ بند ہوجاتا ہے اور ذی استعداد
لوگون کی کوششین اور محنتین ضایع جاتی ہین تو اُس نے اب تک خدا تعالیٰ کا قدر
شناخت نہین کیا۔ اور ایسا آدمی اُنہین لوگون مین داخل ہے جنکی نسبت خدا تعالیٰ نے آپ
فرمایا ہے وما قدروا اللہ حق قدرہ لیکن اگر یہ عذر پیش کیا جائے۔ کہ جن علوم و معارف و کشوف صادقہ
و مخاطبات حضرت احدیت کے تحقق وجود کا ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ اب کہان ہین اور کیونکر یہ پایہ
ثبوت پہنچ سکتے ہین۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ سب اُمور اسی کتاب مین ثابت کیے گئے
ہین اور طالب حق کے لیے اُن کے امتحان کا نہایت سیدھا اور آسان راستہ
کھلا ہے کیونکہ وہ علوم و معارف کو خود اس کتاب مین دیکھ سکتا ہے اور جو کشوف صادقہ

اور اخبار غیبیہ اور دوسرے خوارق ہین وہ غیر مذہب والون کی شہادت سے اُس پر ثابت ہو سکتے ہین۔
یا وہ آپ ہی ایک عرصہ تک صحبت مین رہکر یقین کامل کے رتبہ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور جو دوسرے
لوازم اور خصوصیات اسلام ہین وہ بھی سب صحبت سے کھل سکتے ہین۔ لیکن اس جگہ یہ
بھی یاد رکھنا چاہیے۔ کہ جو کچھ عجائب غرائب اہل حق پر منکشف ہوتے ہین اور جو کچھ برکات
اُن مین پائے جاتے ہین وہ کسی طالب پر تب کھولے جاتے ہین کہ جب وہ طالب کمال
صدق اور اخلاص سے بہ نیت ہدایت پانے کے رجوع کرتا ہے۔ اور جب وہ ایسے طور سے
رجوع کرتا ہے تو تب جسقدر اور جس طور سے انکشاف مقدر ہوتا ہے وہ بارادہ خالص الٰہی ظہور
مین آتا ہے مگر جس جگہ سایل کے صدق اور نیت مین کچھ فتور ہوتا ہے اور سینہ خلوس سے
خالی ہوتا ہے تو پھر ایسے سائل کو کوئی نشان دکھلایا نہین جاتا یہی عادت خداوند تعالیٰ کی
انبیاء کرام سے ہے جیسا کہ یہ بات انجیل کے مطالعہ سے نہایت ظاہر ہے کہ کئی مرتبہ یہودیون نے
مسیح سے کچھ معجزہ دیکھنا چاہا تو اُس نے معجزہ دکھلانے سے صاف انکار کیا۔ اور کسی گذشتہ
معجزہ کا بھی حوالہ نہ دیا۔ چنانچہ مرقس کی انجیل کے آٹھ باب اور باران آیت مین بھی اسی کی
تصریح ہے اور عبارت مذکور یہ ہے۔ تب فریسی نکلے اور اُس سے (یعنی مسیح سے) حجت کر کے
اُس کے امتحان کے لیے آسمان سے کوئی نشان چاہا۔ اُس نے اپنے دل مین آہ کھینچکر
کہا۔ اس زمانہ کے لوگ کیون نشان چاہتے ہین مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اس زمانہ کے
لوگون کو کوئی نشان نہ دیا جائیگا۔ سو اگرچہ بظاہر دلالت عبارت اسی پر ہے کہ مسیح سے
کوئی معجزہ صادر نہین ہوا لیکن اصلی معنے اس کے یہی ہین کہ اُسوقت تک مسیح سے
کوئی معجزہ ظہور مین نہین آیا تھا۔ تب ہی اُس نے کسی گذشتہ معجزے کا حوالہ نہین
دیا۔ کیونکہ یہودیون مین صاحب صدق اور اخلاص کم تھے۔ تا کسی کے حسن ارادت کے لحاظ
سے کوئی معجزہ ظہور مین آتا۔ لیکن اُس کے بعد جب لوگ صاحب صدق اور ارادت پیدا
ہو گئے اور طالب حق بنکر مسیح کے پاس آئے تو وہ معجزات دیکھنے سے محروم نہین رہے چنانچہ
یہوداا سکریوطی کی خراب نیت پر مسیح کا مطلع ہو جانا یہ اُسکا ایک معجزہ ہی تھا۔ جو اُس نے
اپنے شاگردون اور صادق الاعتقاد لوگون کو دکھلایا۔ اگرچہ اُسکے دوسرے سب عجیب کام

بباعث قصہ حوض اور بوجہ آیت مذکورہ بالا کے مخالف کی نظر مین قابل انکار اور محل اعتراض ٹھہر گئے
اور اب بطور حجت مستعمل نہین ہو سکتے ۔ لیکن معجزہ مذکورہ بالا منصف مخاطب کی نظر مین بھی ممکن
ہے کہ ظہور مین آیا ہو غرض معجزات اور خوارق کے ظہور کے لیئے طالب کا صدق اور اخلاص شرط
ہے ۔ اور صدق اور اخلاص کے یہی آثار و علامات ہین کہ کینہ اور مکابرہ درمیان نہو ۔ اور
صبر اور ثبات اور غربت اور تذلل سے بہ نیت ہدایت پانے کے کوئی نشان طلب کیا جائے
اور پھر اُس نشان کے ظہور تک صبر اور ادب سے انتظار کیا جائے ۔ تا خداوند کریم ثبات ظاہر کرے
جس سے طالب صادق یقین کامل کے مرتبہ تک پہنچ جائے ۔ غرض ادب اور صدق اور صبر برکات
الٰہیہ کے ظہور کے لیئے شرط اعظم ہے ۔ جو شخص فیض الٰہی سے مستفیض ہونا چاہتا ہے اُسے حال سے
بھی ہنا ہے کہ وہ سراپا ادب ہو کر بہ تمام تر غربت و صبر اس نعمت کو اُس کے اہل کے دروازہ
طلب کرے ۔ اور جہان معرفت الٰہیہ کا چشمہ دیکھے آپ افتان و خیزان اُس چشمہ کی طرف دوڑے
اور پھر صبر اور ادب سے کچھ دنون تک ٹھہرا رہے ۔ لیکن جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے صاحب
خوارق ہین اُنکا یہ منصب نہین ہے کہ وہ شعبدہ بازون کی طرح بازارون اور مجالس مین تماشا
دکھلاتے پھرین ۔ اور نہ یہ امور اُن کے اختیار مین ہین بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ اُن کے پتھر
مین آگ تو بلا شبہ ہے لیکن صادقون اور صابرون اور مخلصون کی پر ارادت ضرب پر اُس
آگ کا ظہور اور بروز موقوف ہے ۔ اور ایک اور بات بھی یاد رکھنی چاہیے اور وہ یہ ہے کہ
اہل اللہ کے کشوف اور الہامات کو فقط اخبار غیبیہ کا ہی خطاب دینا غلطی ہے بلکہ وہ کشوف
اور الہامات تائیدات الٰہیہ کے باغ کی خوشبوئین ہین جو دور سے ہی اُس باغ کا وجود بتلاتی
ہین اور عظمت اور شان اُن کشوف اور الہامات کی اُس شخص پر کما حقہ کھلتی ہے جس کی
نظر تائیدات الٰہیہ کی تلاش مین ہو یعنے وہ اصل نشان تائیدات الٰہیہ کو ٹھہرا کر پیشگوئیون
کو اُن تائیدون کے لوازم سمجھتا ہو جو بغرض ثابت کرنے تائیدون کے استعمال مین لائے گئے
ہین غرض مدار مقرب الٰہیہ ہونے کا تائیدات الٰہیہ ہین اور پیشگوئیان روشن ثبوت سے
اُن تائیدات کا واقعی طور پر پایا جانا ہر یک عام اور خاص کو دکھلاتے ہین پس تائیدات
اصل ہین اور پیشگوئیان اُن کی فرع ۔ اور تائیدات قرص آفتاب کی طرح ہین اور پیش

گویان اُس آفتاب کی شعاعین اور کرنین ہین ۔ تائیدات کو پیشگوئیون کے وجود سے یہ
فایدہ ہے کہ تا ہر یک کو معلوم ہو کہ وہ حقیقت مین خاص تائیدین ہین معمولی اتفاقات سے نہین
اور بخت اور اتفاق پر محمول نہین ہو سکتین ۔ اور پیش گوئیون کو تائیدات کے وجود سے فایدہ
ہے کہ اُس بزرگ پیوند سے اُن کی شان بڑھتی ہے ۔ اور ایک بے مثل خصوصیت اُن مین پیدا
ہو جاتی ہے ۔ کہ جو موبدان الٰہی کے غیر مین نہین پائی جاتی ۔ سو یہی خصوصیت عام پیشگوئیون
اور اُن جلیل الشان پیشگوئیون مین ما بہ الامتیاز ٹھہر جاتا ہے ۔ خلاصہ کلام یہ کہ اس قوم
کی عظمت اور بزرگی کے سمجھنے کے لیے جو پیشگوئیون اور تائیدات کاملہ مین ایک پیوند ہے
اُسکو خیال مین رکھنا چاہیئے ۔ کیونکہ یہ پیوند دوسرے لوگون کی پیش گوئیون مین غیر ممکن اور
ممتنع ہے اور نیز اُن کی پیشگوئیون مین ایسی فاش غلطیان نکل آتی ہین جنسے ہر یک ذلت
اُن کی ظاہر ہوتی ہے مگر خدا کے لوگ جو ہوتے ہین اُن کی روشن پیشگوئیان ہمیشہ سے
سچائی کے نور سے منور ہوتی ہین ۔ ماسوا اس کے وہ مبارک پیشگوئیان ایک عجیب کی
عجیب تائید سے لازم ملزوم ہوتی ہین ۔ خدا اپنے بندون کے کامون کا آپ متولی ہو کر ایک
حیرت انگیز طور پر اُنکی تائید کرتا ہے اور کیا ظاہری طور پر اور کیا باطنی طور پر ہر دم اور ہر لحظہ
اُن کی مدد مین رہتا ہے ۔ اور اُن سے اُس کی یہی عادت ہے کہ اُن کو اپنی تائیدات کی
خبرین پیش از وقوع بتلاتا ہے اور اُن کے تردد و تفکر کے وقت مین اپنے پر نور کلام سے
اُن کو تسلی اور تشفی بخشتا ہے ۔ اور پھر ایک ایسے عجیب طور پر اُن کی مدد کرتا ہے ۔ کہ جو
خیال اور گمان مین نہین ہوتین اور جو شخص اُن کی صحبت مین رہ کر اِن باتون کو عمیق
نگاہ سے دیکھتا رہتا ہے اور صاف اور پاک نظر سے اُن کی عظمت اور بزرگی پر غور کرتا ہے ۔
اُسکو بلا اختیار ایک ضروری اور جازم یقین سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ موید من اللہ
ہین اور حضرت احدیت کو اُن کی طرف خاص توجہ ہے کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ جب ایک
آدہ دفعہ نہین بلکہ بیسیون دفعہ انسان کو اتفاق پڑے کہ وہ کسی تائید کا وعدہ قبل از
وقوع سنکر پھر اُس تائید کو ظہور مین آتے ہوئے بچشم خود دیکھ لے ۔ تو کوئی انسان ایسا پاگل اور
دیوانہ نہین کہ پھر بھی اُن صحیح پیش گوئیون اور معوی تائیدون پر یقین کامل نہ کر سکے ہان اگر فرط تعصب سے

ایمانی سے کبھی چشم دیدہ ماجرا کا دانستہ انکار کرے تو یہ اور بات ہے۔ لیکن پھر بھی اُسکا دل انکار نہیں کرسکتا۔ اور ہر وقت اُسکو ملزم کرتا ہے۔ کہ تو شریر اور سرکش آدمی ہے۔ اب چند کشوف اور الہامات وارِدہ بغرض افادہ طالبین حق لکھے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً اگر خدا نے چاہا تو جو کچھہ مواہب لدنیہ سے اس احقر عباد پر ظاہر کیا جائیگا وہ اس کتاب میں درج ہوتا رہیگا۔ اِلّا ماشاء اللہ اور اس سے غرض یہ ہے کہ تا یقین اور معرفت کے سچے طالب فایدہ حاصل کریں اور اپنی حالت میں کشایش پاویں۔ اور اُن کے دل پر سے وہ پردے اُٹھیں جن سے اُن کی ہمت نہایت پست اور اُن کے خیالات پر ظلمت ہو رہے ہیں۔ اور اِس جگہ ہم مکرّر یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ یہ باتیں ایسی نہیں ہیں جنکا ثبوت دینے سے یہ خاکسار عاجز ہو یا جن کے ثبوت میں اپنے ہی ہم مذہبوں کو پیش کیا جائے۔ بلکہ وہ بدیہی الصدق باتیں ہیں جنکی صداقت پر مخالف المذہب لوگ گواہ ہیں اور جن کی سچائی پر وہ لوگ شہادت دے سکتے ہیں۔ جو ہمارے دینی دشمن ہیں۔ اور یہ سب اہتمام اس لیے کیا گیا کہ تا جو لوگ فی الحقیقہ راہ راست کے خواہان اور جویان ہیں اُنپر کمال انکشاف ظاہر ہو جائے۔ کہ تمام برکات اور انوار اسلام ہیں محدود اور محصور ہیں اور تا جو اس زمانہ کے ملحد ذریت ہے اُسپر خدا تعالیٰ کی حجت قاطعہ اتمام کو پہنچے۔ اور تا اُن لوگوں کی فطرتی شیطنت ہر یک منصف پر ظاہر ہو کہ جو ظلمت سے دوستی اور نور سے دشمنی رکھکر حضرت خاتم انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب عالیہ سے انکار کرکے اُس عالی جناب کی شان کی نسبت پر خبث کلمات منہ پر لاتے ہیں۔ اور اُس افضل البشر پر ناحق کی تہمتیں لگاتے ہیں اور بباعث غایت درجہ کی کور باطنی کے اور بوجہ نہایت درجہ کی بے ایمانی کے اس بات سے بیخبر ہو رہے ہیں۔ کہ دنیا میں وہی ایک کامل انسان آیا ہے جسکا نور آفتاب کی طرح ہمیشہ دنیا پر اپنی شعاعیں ڈالتا رہتا ہے اور ہمیشہ ڈالتا رہیگا۔ اور تا ان تحریرات حقہ سے اسلام کی شان و شوکت خود مخالفوں کے اقرار سے ظاہر ہو جائے اور تا جو شخص سچے طالب رکھتا ہو اُس کے لیے ثبوت کا رستہ کھل جائے۔ اور جو اپنے میں کچھ دماغ رکھتا ہو اُسکی دماغ شکنی ہو جائے۔ اور نیز ان کشوف اور انعامات کے لکھنے کا یہ بھی ایک باعث ہے کہ تا اس سے مومنوں کی قوت ایمانی بڑھے اور اُن کے دلوں کو ثبت اور تسلی حاصل ہو اور وہ اُس حقیقت

حقہ کو یہ یقین کامل سمجھ لین کہ صراط مستقیم فقط دین اسلام ہے اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل نبیون سے اور اتم و اکمل سب رسولون سے اور خاتم الانبیا اور خیر الناس ہین جن کی پیروی سے خدا تعالی ملتا ہے اور ظلماتی پردے اُٹھتے ہین۔ اور اسی جہان مین سچی نجات کے آثار نمایان ہوتے ہین اور قران شریف جو سچی اور کامل ہدایتون اور تاثیرون پر مشتمل ہے جسکے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہین اور بشری آلودگیون سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابون سے نجات پاکر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ اور ایک باعث ان کشوف اور الہامات کی تحریر پر اور غیر مذہب والون کی شہادتون سے اُس کے ثابت کرنے پر یہی ہے کہ تا ہمیشہ کے لیے ایک قوی حجت مسلمانون کے ہاتھ مین رہی۔ اور جو سفلہ اور ناخداترس اور سیاہ دل آدمی ناحق کا مقابلہ اور مکابرہ مسلمانون سے کرتے ہین اُنکا مغلوب اور لاجواب ہونا ہمیشہ لوگون پر ثابت اور آشکار رہتا ہے اور جو ضلالت اور گمراہی کی ایک زہرناک ہوا آجکل چل رہی ہے اُس کی زہر سے زمانہ حال کے طالب حق اور نیز آیندہ کی نسلین محفوظ رہین۔

تمت